ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
جولائی 2015ء

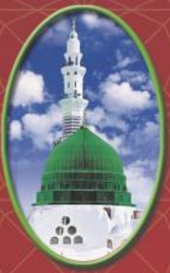

مسنون اعتکاف وشبِ قدر کی شرعی حیثیت

سلام اللہ علیہا
جانِ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم..... سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء

شہداء ماڈل ٹاؤن کی برسی کے موقع پر احتجاجی اجتماع

شہداء ماڈل ٹاؤن کی یاد میں سنگِ بنیاد کی تقریب

مرکزی صدر ویمن لیگ محترمہ فرح ناز کا دورۂ ایران

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 22 شمارہ: 7 رمضان / شوال ۱۴۳۶ھ / جولائی 2015ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی
خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی
شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام
فرح ناز

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصر اللہ
راضیہ نوید

فہرس

اداریہ (حکومتی جعلی جوڈیشل کمیشنز پر پاکستان عوامی تحریک سراپا احتجاج)		6
والدین، اولاد اور عصرِ حاضر کے تقاضے	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	8
شہداء ماڈل ٹاؤن کی قربانیوں کو سلام	رفعت جبیں قادری	13
مسنون اعتکاف اور شبِ قدر کی شرعی حیثیت	علامہ محمد حسین آزاد	16
اللہ کی رحمتوں کا حسین خزانہ	محمد احمد طاہر	24
سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراءؓ	فریال احمد	29
امام احمد بن حنبلؒ کے حالاتِ زندگی	نازیہ عبدالستار	33
عوامی چیلنجز اور شیخ الاسلام مدظلہ	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	37
وظائف محمدیہ		45
گلدستہ	ملکہ صبا	46
پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		48

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 042-5169111-3 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ
شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا
وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَاج وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ
مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. يُوْلِجُ الَّيْلَ
فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ لا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ
الْمُلْكُ ط وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ
قِطْمِيْرٍ. (فاطر، ۳۵:۱۲،۱۳)

’’اور دو سمندر (یا دریا) برابر نہیں ہو سکتے، یہ (ایک) شیریں، پیاس بجھانے والا ہے، اس کا پینا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) کھاری، سخت کڑوا ہے، اور تم ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو، اور زیور (جن میں موتی، مرجان اور مونگے وغیرہ سب شامل ہیں) نکالتے ہو، جنہیں تم پہنتے ہو اور تُو اس میں کشتیوں (اور جہازوں) کو دیکھتا ہے جو (پانی کو) پھاڑتے چلے جاتے ہیں تاکہ تم (بحری تجارت کے راستوں سے) اس کا فضل تلاش کر سکو اور تاکہ تم شکرگزار ہو جاؤ۔ وہ رات کو دن میں داخل فرماتا ہے اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو (ایک نظام کے تحت) مسخّر فرما رکھا ہے، ہر کوئی ایک مقرر میعاد کے مطابق حرکت پذیر ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی ساری بادشاہت ہے، اور اس کے سوا تم جن بتوں کو پوجتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک چھلکے کے (بھی) مالک نہیں ہیں

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِي، حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ. عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَكْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجه بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح لوٹا دی ہوئی ہے (اور میری توجہ اس کی طرف مبذول فرماتا ہے) یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔‘‘ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو، یہ یوم مشہود (یعنی میری بارگاہ میں فرشتوں کی خصوصی حاضری کا دن) ہے، اس دن فرشتے (خصوصی طور پر کثرت سے میری بارگاہ میں) حاضر ہوتے ہیں، کوئی شخص جب بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اور (یا رسول اللہ!) آپ کے وصال کے بعد (کیا ہو گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وصال کے بعد بھی (اسی طرح پیش کیا جائے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ عزوجل کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۴۹۴)

حمد باری تعالیٰ

نہیں تخصیص نیک و بد، کرم اک عام ہے تیرا
خطا بندوں کا شیوہ اور بخشش کام ہے تیرا

اے دو جگ کے داتا، تو راجا، ہم پر جا
بد ہو کوئی یا اچھا، ہے سب پہ کرم تیرا

تری رحمت وسیلہ ہے غریبوں، خستہ حالوں کا
سہارا بے کسوں کا، غم زدوں کا، پائمالوں کا

بیمار کا تو درماں، لاچار کا تو پرساں
کیا دانا، کیا ناداں، سب پر ہے ترا احساں

حرم کی تو بناء ہے، دیر کی بنیاد ہے تجھ سے
یہ گھر آباد ہے تجھ سے، وہ گھر آباد ہے تجھ سے

کعبہ میں مکاں تیرا، مندر میں نشاں تیرا
ہر گھر پہ گماں تیرا، جویا ہے جہاں تیرا

کلامِ احمدؔ کا دنیا کے لئے الہام ہوجائے
پسند خاص ہوجائے، قبول عام ہوجائے

(احمد سہارنپوری)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کوئی ہم پایہ نہ ثانی ترا کونین میں ہے
تجھ سا بے سایہ نظر آیا نہ دارین میں ہے

عین ملتا ہے جو رب سے تو عرب بنتا ہے
اک حقیقت ہے جو پوشیدہ اسی عین میں ہے

سر تو بس حکم پہ جھکتا ہے سوئے بیت حرم
سجدہ دل رخ محبوب کے قوسین میں ہے

عرش اعلیٰ کا بھی اعزاز بڑھا ہے ان سے
سلسلہ فیض کا ایسا ترے نعلین میں ہے

جگمگاتے ہیں اسی سے باطن کے نقوش
جلوہ حسن ازل ایسا رچا نین میں ہے

گور میں آکے چلے جائیں گے کچھ پوچھے بغیر
پاسداری تری نسبت کی نکیرین میں ہے

عشقِ سرکارؐ نے ہر غم سے کیا ہے آزاد
مفلسی میں بھی مری روح بڑے چین میں ہے

لیلیٰ یاد سے آباد ہوا محمل جاں
فاقۂ عشق نبیؐ دوڑتی دن رین میں ہے

جس کے انوار سے ہے قطبؔ زمانہ روشن
ہے وہی نور جو سبطین کریمین میں ہے

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

حکومتی جعلی جوڈیشل کمیشنز پر پاکستان عوامی تحریک سراپا احتجاج

سانحہ ماڈل ٹاؤن پر حکومت نے ابتدائی جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کو منظر عام پر لانے سے انکار کردیا کیونکہ اس تحقیقاتی جوڈیشل کمیشن نے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کردیا تھا۔ PAT کی طرف سے کوئی گواہیاں نہیں دی گئیں اسکے باوجود ٹربیونل نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حقائق واضح کردیئے۔ اس رپورٹ کو عوام کے سامنے پیش نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ اس رپورٹ سے وزیراعلیٰ کا قاتل ہونا ثابت ہوچکا تھا۔ شہباز شریف نے اپنے بیان حلفی میں پولیس کو واپس بلانے کیلئے Disengagement کا لفظ استعمال کیا، یہ دہشت گردی کی اصطلاح ہے جس کے تحت صفایا کرو اور واپس آجاؤ کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا 14 لاشیں اور 14 گھنٹے کی یہ طویل کارروائی ان کے حکم کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

وزیراعلیٰ اور اس کے کارندوں نے جب انگلی کے بجائے اپنی طرف پورا ہاتھ اٹھتا دیکھا تو جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر لانے کے بجائے یہ کہہ کر کہ یہ رپورٹ درست تحقیقات پر مبنی نہیں، ایک نئی جے آئی ٹی بنا ڈالی اور پراپیگنڈہ کیا گیا کہ اس رپورٹ کو شائع کرنے سے فرقہ وارنہ فسادات کا خطرہ ہے۔

پاکستان عوامی تحریک نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ شائع کی جائے مگر ان حکمرانوں نے جوڈیشل کمیشن بنتے ہی اپنے کسی عام شہری سے جوڈیشل کمیشن کی قانونی حیثیت کو چیلنج کروا دیا تھا تاکہ اگر فیصلہ ان کے خلاف آئے تو اسے چیلنج کیا جاسکے۔ بالکل ایسا ہی ہوا کہ رپورٹ لکھے جانے کے بعد جب حکمرانوں کو پتہ چلا کہ ذمہ دار انھیں ٹھہرایا گیا ہے تو اس درخواست پر سماعت شروع کروا دی تاکہ کمیشن کو ہی ختم کردیا جائے جس نے یہ رپورٹ لکھی ہے۔

☆ اس جوڈیشل کمیشن کو ازخود تحلیل کرنے کے بعد اس سانحہ پر حکومت نے اپنی مرضی کی ایک اور JIT (تحقیقاتی ٹیم) بنا ڈالی۔ اس JIT پر بھی PAT نے عدم اعتماد کا اظہار کیا کہ یہ JIT ہمیں اعتماد میں لئے بغیر بنائی گئی ہے۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ ایک ایسی JIT بنائی جائے جس میں ISI، MI، IB اور KPK کا کوئی پولیس افسر شامل ہوتا کہ آزادانہ اور منصفانہ تحقیقات عمل میں آئیں جبکہ حکومت اس طرح کی JIT بنانے میں بھی لیت و لعل سے کام لے رہی تھی اور نہ ہی شہباز شریف کا استعفیٰ آرہا تھا۔ حکومت نے اپنی مرضی کی JIT بنائی جس میں سربراہ کی ذمہ داری اپنے معتمد خاص عبدالرزاق چیمہ کو سونپی گئی۔ یہ کیسا انصاف ہے کہ تفتیش کے لئے JIT بنانے کا اختیار بھی نامزد ملزمان جو پنجاب و وفاق حکمران ہیں، ان کے پاس ہو۔ پاکستان عوامی تحریک اور جملہ شہداء کے

لواحقین نے اس سرکاری JIT کو ماننے سے انکار کر دیا اور اعلان کر دیا کہ ہم اس JIT پر اعتماد نہیں کرتے۔

اس JIT نے اپنے متعدد اجلاس کئے، مگر جن پر ظلم ہوا، جن کے افراد شہید و زخمی ہوئے، جو متاثر ہوئے ان کی کوئی شنوائی تاحال نہ ہوسکی اور اس سانحہ کے دوران شہید و زخمی ہونے والے انصاف کی تلاش میں ہیں۔

اگر یہ سانحہ حکمرانوں کی مرضی سے نہ ہوا ہوتا تو حکمران غیر جانبدار تفتیش کروا کر ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچاتے مگر یہاں پر کچھ الٹا ہی دکھائی دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ملزمان کو پنجاب حکومت کی طرف سے سزا دینے کی بجائے نوازا گیا۔ وزیر اعلیٰ کے پرنسپل سیکرٹری ڈاکٹر توقیر شاہ کو عہدے سے ہٹا کر عوام کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کے بعد ڈبلیو ٹی او میں سفیر مقرر کر دیا گیا، جس پر پاکستان عوامی تحریک نے شدید احتجاج کیا اور ہزاروں لوگوں کے دستخطوں سے ڈبلیو ٹی او کو ایک یادداشت بھیجی کہ 14 انسانوں کے قاتل کو بطور سفیر قبول نہ کیا جائے جس کے نتیجے میں ڈاکٹر توقیر کو اس عہدے سے ڈبلیو ٹی او نے ہٹا دیا۔

اسی طرح رانا ثناء اللہ کو وزیر قانون کے عہدے سے ہٹانے کے بعد پہلے سے زیادہ اختیارات دے دیئے گئے۔ اس سانحہ میں ملوث کئی پولیس افسران کو ترقیاں دے دی گئیں اور کئی کو بیرون ملک کورسز پر بھجوا دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاون کے ردعمل میں کم و بیش پاکستان کی تمام جماعتوں نے نہ صرف بھرپور مذمت کی بلکہ ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دلوانے کا مطالبہ بھی کیا لیکن حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور اب وہ اپنی سرکشی میں آگے ہی بڑھتے جارہے ہیں۔

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ آنے کے بعد موجودہ حکمرانوں پر ماڈل ٹاؤن واقعہ کا الزام ہی نہیں بلکہ جرم ثابت ہوچکا۔ یہ بات واضح ہے کہ غیر جانبدار جے آئی ٹی کا قیام حکمرانوں کیلئے پھانسی کا پھندا ہے۔ اگر حکمران قاتل نہیں تو غیر جانبدار جے آئی ٹی کیوں نہیں بناتے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل محرکات کو بے نقاب کیوں نہیں کرتے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد جن کرپٹ ظالم حکمرانوں کے خلاف تھی وہی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل مجرم ہیں۔ قائد انقلاب کی قیادت میں پاکستان عوامی تحریک نے اپنے کارکنان کی جانیں پیش کر کے پاکستانی عوام کے سامنے سیاسی شعبدہ بازوں کے راز کھول دیئے کہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے، سڑکوں پر گھسیٹنے اور پیٹ پھاڑنے والے، دنیا دار اور دین کے ٹھیکیدار اپنے مفادات کو خطرے پہنچتے دیکھ کر آپس میں مک مکا کر لیتے ہیں۔ ان تمام حکمران طاقتوں کیلئے پاکستان عوامی تحریک کا پیغام ہے کہ ''ظلم آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے'' حکمران طاقت کے زور سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شواہد کو جتنا بھی مسخ کر لیں مگر ایک نہ ایک دن ان کو اس ظلم کا حساب دینا ہوگا۔ وقت بدلتا ہے، ایام گردش کرتے ہیں۔ اللہ کی صفتِ عدل یہ ہے کہ وہ اسی دنیا میں حساب برابر کر دیتا ہے۔ تم دنیا کے عدالتی نظام پر اثر انداز تو ہو سکتے ہو مگر خدائی نظام عدل میں مکافاتِ عمل سے کوئی راہ فرار نہیں۔

والدین، اولاد اور عصر حاضر کے تقاضے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا تربیتی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے والدین اور اولاد کی تربیت کے حوالے سے مورخہ 13-12-1996 کو تربیتی خطاب فرمایا جس کی اہمیت کے پیشِ نظر ایڈیٹ کر کے نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ جس کی CD#268 ہے۔ اس میں مکمل خطاب سنا جاسکتا ہے۔ منجانب: ادارہ دختران اسلام

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

معزز خواتین وحضرات! اللہ رب العزت کا شکر ہے جس نے ہم سب کو حضور ﷺ کے امتی ہونے کے ناطے سے آپ ﷺ کے فیوضات میں سے حصہ عطا فرمایا۔ ایک مرتبہ جب غزوہ احد سے مال غنیمت آیا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنا قمیص مبارک بنوا کر پہن لیا جبکہ انہیں بھی اور ہر ایک کو مال غنیمت سے ایک ایک چادر ملی تھی۔ آپؓ کا قدوقامت بڑا تھا جس کی وجہ سے ایک چادر سے ان کا قمیص نہیں سل سکتا تھا اور جب سیدنا عمر فاروقؓ وہ قمیض پہن کر صحابہ کرامؓ کی مجلس سے خطاب کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے سوال کیا کہ یا امیرالمومنین! ایک ایک چادر سب کے حصے میں آئی ہے اور آپ کو بھی ایک چادر ملی ہے تو اس سے آپ کی قمیص نہیں بن سکتی تھی تو پھر آپ نے کیسے سلوا لی؟ سیدنا فاروق اعظمؓ نے خود جواب نہیں دیا بلکہ اپنے بیٹے کو کہا کہ کھڑے ہو کر جواب دو۔ آپ کے بیٹے نے گواہی دی کہ میں نے اپنی چادر بھی اپنے والد گرامی کو دے دی تھی۔ اس طرح سے انہوں نے دو چادریں ملا کر قمیص سلوائی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی سنت کے ذریعے یہ معیار وطریقہ عطا فرمایا ہے۔ اگر چھوٹے بڑوں سے جواب طلبی نہ کرسکیں اور صرف بڑا ہی چھوٹوں سے جواب طلبی کرے تو پھر نظام قائم نہیں ہوتا یعنی باہمی حقوق اور دنیا کا نظام چلانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بڑا اگر چھوٹے کو نصیحت کرتا ہے، سزا دیتا ہے، گرفت کرتا ہے، یا تنبیہ کرتا ہے تو اس طرح ورکروں، پیروکاروں، عقیدت مندوں کا بھی اسی طرح حق ہے کہ اگر ان کا قائد، رہنما اپنے کہنے کے خلاف چلتا ہے اور اس کے قول وفعل میں تضاد ہے، منافقت ہے، دین وشریعت کے خلاف کام کرتا ہے تو

ان کا بھی حق ہے کہ نہ صرف جواب طلبی کریں بلکہ اگر ضرورت پڑے گریبان تک بھی ہاتھ پہنچا سکتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ جب تخت خلافت پر بیٹھے تو آپ نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اور اس پہلے خطبے کے الفاظ یہ تھے فرمایا: ''لوگو! میری اطاعت کرو اس وقت تک جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتا ہوں اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کروں تو تم میرا حکم ماننا چھوڑ دینا'' اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میری اطاعت کرو جب تک میں تمہارے اندر عدل کرتا رہوں اور اگر میں عدل کرنا چھوڑ دوں اور عدل کی خلاف ورزی کروں تو تم میرے حکم کی خلاف ورزی کرسکتے ہو''۔

ایک اور قول مزید یہ ہے کہ آپؓ نے پوچھا کہ لوگو بتاؤ! اگر میں عدل کرنا چھوڑ دوں اور راہ حق سے ہٹ جاؤں تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے تو صحابہ کرامؓ میں سے کچھ لوگ اٹھے اور انہوں نے کہا کہ جس طرح کوئی کپڑے کو نچوڑتا ہے اس طرح سے ہم نچوڑ کر ختم کردیں گے۔

جب تک باہمی مواخذے کا طرفین کی طرف سے عمل جاری رہتا ہے اس وقت تک خیر برقرار رہتی ہے۔ بڑے چھوٹوں کا مواخذہ کرتے رہیں مگر آداب وطریقے سے۔ اسی طرح چھوٹے بڑوں کا مواخذہ کرتے رہیں مگر آداب وطریقے سے تو تب تک خیر برقرار رہتی ہے کیونکہ ہر ایک پر شیطان حملہ کرسکتا ہے۔ ہر ایک شخص راہ حق سے بہک سکتا ہے اور پھسل سکتا ہے، گناہ کرسکتا ہے، غلط کاری کرسکتا ہے، اپنے کہے کی مخالفت کرسکتا ہے۔ اس غلطی اور بہکاوے اور حق کی مخالفت کرنے کا استثناء اللہ کی مخلوق میں صرف اور صرف اللہ کے انبیاء و رسل علیہم السلام کو حاصل ہے وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ ان کی مقدس زندگیوں میں حق کی مخالفت کا کوئی امکان اور کوئی شائبہ ہی نہیں ہوتا وہ پاک ہوتے ہیں۔ ان کے بعد امت میں کوئی معصوم نہیں ہوتا لہذا اعتماد اور یقین اپنے پیشواء، رہبر، قائد، مرشد، استاد اور بزرگ پر قائم ہوتا ہے۔ یہ اعتماد و یقین ایک قیمتی متاع ہے۔ اس کے بغیر کوئی کام آگے نہیں چلتا مگر At the Same time اس اعتماد و یقین کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ عقیدہ و ایمان رکھ لیا جائے کہ یہ کبھی غلطی بھی نہیں کرسکتا۔ اگر آپ نے یہ عقیدہ رکھ لیا (خواہ وہ میری ذات ہے خواہ اور کوئی قائد، رہبر، رہنما، پیشوا و بزرگ ہے) تو آپ گمراہی کی راہ پر چل پڑیں گے اور ٹھوکر کھائیں گے۔ اس لئے کہ اللہ نے تو اسے خطاء سے پاک بنایا نہیں تھا۔ اللہ نے اسے ایسا انسان بنایا تھا کہ جس کی برائیوں پر اچھائیاں غالب تھیں، جس کے اندر بدی پر نیکی غالب تھی، جس کے اندر شر پر خیر غالب تھی، جس کے اندر نفس پر روح اور اس کے تقاضے غالب تھے، جس کے اندر انحراف پر اطاعت غالب تھی اور گناہ کی رغبت پر اس کا تقویٰ و پرہیزگاری غالب تھی۔

یعنی اس نے اللہ کی مدد اور اطاعت و ریاضت سے نفس پر قابو پالیا تھا۔ لہذا ولایت کا معنی یہ نہیں ہے کہ اللہ نے کسی کو نیکی وتقویٰ میں برتر کردیا اور اپنا مقرب بنالیا اور اپنے مخلصین، صالحین اور اولیاء میں شامل کرلیا تو اس کے اندر سے وہ شہوت عورت، شہوت اولاد، مال و دولت کی شہوت، دنیا و عمارت کی شہوت، طاقت و جاہ

منصب کی شہوت جس کے ذریعے سے انسانی زندگی میں خرابی اور برائی جنم لیتی ہے وہ بند ہوگئی ہے اور اب اس سے کوئی معمولی سا گناہ بھی نہیں ہوسکتا۔

یہ بات ائمہ و محدثین اور اولیاء و علماء کے ہاں متفقہ ہے کہ اولیاء کرام سے بھی صغائر تو ہو ہی سکتے ہیں اور اس امر میں بھی اختلاف نہیں کہ اولیاء اللہ سے کبائر گناہ کا ارتکاب ہوجانا بھی کوئی ناممکن نہیں ہے۔ لیکن ان کے اندر جو اللہ رب العزت کی اطاعت و فرمانبرداری کا عنصر ہوتا ہے وہ انہیں کبیرہ گناہ کرنے نہیں دیتا اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ گناہ کبیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں جبکہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے ممکن ہی نہیں ہے کہ گناہ سرزد ہوں اور اولیاء سے ممکن ہے کہ سرزد ہوں مگر ہوتے نہیں ہیں۔ وہ محفوظ رہتے ہیں۔

اگر آپ کہیں کہ امکان تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی ہے تو اس سلسلے میں بات بتانا چاہتا ہوں صحابہ کرامؓ کا رتبہ اولیاء اللہ سے بھی بلند تھا مگر بعض صحابہ کرامؓ سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوگیا۔ بعض صحابہ کرامؓ سے بدکاری کا بھی گناہ سرزد ہوا اور حضور ﷺ نے انہیں سزا دی۔ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا مگر انہیں چونکہ صحبت مصطفیٰ کا فیض ملا تھا اور قربت محمدی ﷺ نصیب ہوئی تھی اور نگاہ نبوت کے فیض نے ان کے اندر اطاعت الٰہی، بندگیٔ خدا، خشیت الٰہی، ذوق الٰہی اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وہ جلا پیدا کردی تھی کہ غلبہ نفس میں آ کر کسی مقام پر بشری و فطری تقاضے کے تحت صحابہ کرامؓ میں سے اگر کوئی پھسل بھی گئے تو دوسری طرف وہ نیکی مردہ نہ ہوئی تھی، توجہ کا اثر کلیۃً ختم نہ ہوا تھا اور گناہ کا انجام جانتے ہوئے کہ پتھر مار کر جان سے ختم کردیا جائے گا اس کے باوجود اس فیض کا اثر یہ تھا کہ جب گناہ کی حالت سے نکلے اور پلٹ کر دوبارہ ایمانی حالت نے غلبہ پایا تو دوڑ کر حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں خود آ کر گناہ کا اعتراف کیا۔

عرض کیا یارسول اللہ! میں ظلم کر بیٹھا ہوں، میں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرلیا (حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ صحابی نے آ کر اقرار کیا) تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور اجتناب فرمایا۔ دوسری بار پھر اقرار کیا پھر چہرہ مبارک پھیرا اس نے پھر تیسری بار اقرار کیا تب حضور نبی اکرم ﷺ نے (ایک بغیر شادی شادہ کا واقعہ تھا) اس کو 100 کوڑے لگوائے (اور ایک واقعہ جو شادی شدہ کا تھا) اس کو سنگسار کیا۔ مختلف لوگوں کے ایک سے زیادہ واقعات ہیں۔

ایک صحابیہ سے ایسا گناہ سرزد ہوگیا اور اسی نے آ کر آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں اقرار جرم کیا۔ تین بار اعتراف کر کے حضور نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا اس کو سنگسار کردو۔ مدینہ پاک کی گلیوں میں اسے سنگسار کیا گیا اور وہ حد جاری کرنے کے بعد وفات پا گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس خاتون نے اعتراف جرم کر کے اور اس اعتراف جرم کے نتیجے میں سزا پا کر اتنی بڑی توبہ کی ہے کہ اگر میں اسے 70 گناہ گاروں پر تقسیم کردوں تو یہ سارے کے سارے بخشے جائیں اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا اس نے اتنی بڑی توبہ کی ہے کہ اگر مدینے کی ساری وادی پر تقسیم کردوں تو سب گناہ گار اس توبہ کے سبب بخشے جائیں۔

یہ فرق تھا کہ ان کا ضمیر مردہ نہ ہوا تھا ان کی بدی ان کی نیکی پر دائماً غالب نہ ہوسکی، نیکی، بدی پر بالآخر غالب رہی تو نفس کے غلبہ کے باعث اگر پھسلاً ہوئی تو فوراً نیکی نے انہیں بعد ازاں سنبھال لیا اور فوراً توبہ کی طرف آگئے اور توبہ خالی ایسے نہیں کی کہ ہاتھ اٹھا کر کسی رمضان کی 27 ویں کی رات یا شعبان کی 15 ویں رات دو آنسو بہا کر آسانی سے توبہ نہیں کی۔ وہ تو ہر کوئی کر لیتا ہے ایسی توبہ کی جس کے نتیجے میں موت کو قبول کر لیا۔ یہ توبہ کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ لہذا صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے کوئی غلطی ہوئی تو ان کی نیکی کا عنصر اتنا غالب تھا کہ وہ خدا خوفی کے نتیجے میں موت کی آغوش میں جا پہنچا۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گناہ ہوسکتا ہے لیکن صرف نبی سے نہیں ہوسکتا۔ نبی معصوم ہوتا ہے اور ولی محفوظ ہوتا ہے مگر امکان خطاء موجود ہوتا ہے۔ جب ہم ایسا تصور کر لیتے ہیں کسی کے لئے تو اس سے ہی فاسق و فاجر لوگ پیری مریدی کے نام پر بلیک میل کرتے ہیں، بعض دیہاتوں میں گدی نشین ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بزرگوں اور آباؤ اجداد و مشائخ کے طریقوں پر نہیں ہوتے، شریعت کا عمل نہیں کرتے، دین پر عمل پیرا نہیں ہوتے، تقویٰ کا ان کے ساتھ دور کا واسطہ نہیں ہوتا، تصوف، شریعت اور طریقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ گدی سنبھال لیتے ہیں، چوغے پہن لیتے ہیں اور پھر مریدوں کی طرف سفر کرتے ہیں اور پاؤں دبواتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن جہالت کے باعث کچھ لوگ سمجھتے ہیں یہ چونکہ بزرگ ہیں لہذا ان کا تو کوئی عمل بھی گناہ نہیں ہے، یہ لوگوں کی اس پیر سے بھی بڑی جہالت ہے۔ گناہ ہر ایک کے لئے گناہ ہے۔ گناہ کا عمل کسی کے لئے نیکی نہیں بن جاتا اور گناہ سے کوئی جواب طلبی اور اللہ رب العزت کے حضور مواخذہ سے مبراء نہیں ہوتا۔ شریعت کا حکم ہر ایک کے لئے برابر ہے اور قائم و دائم ہے لہذا اس طرح انسان کو اندھا اور ناسمجھ و نادان نہیں بننا چاہئے۔ مگر ہر چیز کے آداب ہوتے ہیں۔

اس لئے جہاں اولاد کے لئے ہم تلقین و نصیحت کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ وہ نیکی اور اطاعت گزاری کی پاکیزہ زندگی گزارے تو والدین جو ان کے بڑے ہیں ان کی بھی اسی قدر ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے کردار کو بطور نمونہ پیش کریں۔ آج کے والدین کا یہی Problem ہے کہ وہ رعب کے ذریعے چھوٹوں کو اطاعت گزار بنانا چاہتے ہیں اور اپنے عمل کو درست نہیں کرنا چاہتے۔ ماں باپ بطور Right کہتے ہیں کہ ہمارا ادب کیا جائے اور اس ادب کے لئے ان کے کردار کو جو صبح و شام اولاد دیکھ رہی ہوتی ہے احترام کے لائق نہیں بناتے۔ وہ دور گزر گیا جب ہم چھوٹے تھے اور باپ کی آنکھ سے ساری اولاد ڈرتی رہتی تھی اور باپ سے کوئی بات پوچھنے کی بھی جرات نہیں ہوتی تھی۔ حتی کہ والد کے سامنے بیٹھ کر کھانا کھانے کی بھی ہمت نہیں پڑتی تھی، بولنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اور اگر عام بزرگ گلی میں آرہا ہوتا تھا تو نوجوان لڑکے سر ڈھانپ کر چلتے تھے۔ ننگا سر لڑکے بھی نہیں چلتے تھے۔ وہ Values تھیں وہ اقدار تھیں اب وہ دور نہیں ہے۔

ہمارا پرابلم والدین اور اولاد کے رشتے میں یہ ہے کہ جو ماحول ہم نے بچپن میں دیکھا تھا اور جس طرح

ہماری ڈیلنگ اپنے والدین سے تھی اور والدین کی بات جس طرح ہم مان لیتے تھے کیوں؟ پوچھے بغیر! حکم کے طور پر کہ والدین نے کہ ایسا کرنا ہے تو بس ساری زندگی ایسا ہی کرنا ہے اور کسی دوسرے کام کو کرنے کی اس کے خلاف جرات نہیں ہوسکتی تھی۔ آج 30-40 سال گزر جانے کے بعد اپنی اولاد سے وہی ادب و احترام کی توقع رکھتے ہیں اور جب کبھی اولاد کہنا نہیں مانتی تو فوری کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔ انہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ دور گزر گیا وہ ربع صدی اور ثلث صدی اور تہائی صدی اور چوتھائی صدی گزر چکی ہے۔ پوری ایک نسل یا دونسلوں کا Gape آ گیا ہے اور اس Gape کو fill ٹیلیویژن اور میڈیا نے کیا ہے۔ آپ ہر روز جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ Media کے ذریعے Communicate ہو رہا ہے اور نوجوان نسل یقیناً فلمیں بھی دیکھتی ہے جن گھروں میں چلوائے جانے کی اجازت ہے اس کی شرح 90% سے Above گھروں میں ہے لہذا بحثیت والدین ہم کیا ذمہ داری نبھا رہے ہیں؟ اگر ہم یہ ذمہ داری ادا کرنے سے قاصر ہیں تو پھر ہم کس Response کی توقع کرتے ہیں۔ آج اولاد تعمیل ارشاد اور Blindfaith سے حکم ماننے کی روادار نہیں ہے آج بڑا Criticle Culture آ گیا ہے۔ ہر بات پر پوچھتے ہیں کہ کیوں؟ کیا؟ کس لئے؟ آج ضرورت ہے انہیں مطمئن کیا جائے وگرنہ وہ دل و جان کے ساتھ آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ آپ کتنے ہی بچوں کو دیکھتے ہوں گے کہ باپ کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھے ہوتے ہیں اور باپ اگر مڑ کر جائے تو آپس میں آنکھوں کے اشارے کے ذریعے مذاق اڑاتے ہیں۔

لہذا ہمیں آنکھیں کھول کر آج کے حالات کا اور نئی نسل کی نفسیات کا مطالعہ کرکے اپنے تعلقات کو مضبوط کرنا ہے۔ آج کے زمانے میں آپ ان کا اطمینان حاصل کرکے ان کی اطاعت لے سکتے ہیں اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر وہ گردنیں بھی کٹوانے پر راضی ہوجائیں گے، پھر سب کچھ لٹانے پر بھی آسکتے ہیں لیکن اگر آپ انہیں اطمینان مہیا نہیں کرتے اور صرف By order چاہیں کہ وہ آپ کی اطاعت کریں تو وہ دور گزر گیا۔ مزید آگے نقشہ کچھ اور ہوگا جو آپ کی اور میری آنکھیں شاید کچھ دیکھنے کی جرات بھی نہیں کرسکیں۔ شادیاں ہوتی تھیں تو بچے بچیاں کبھی اپنے منگیتر کے بارے میں گفتگو کرتے تھے تو لڑکا شادی کی بات سن کر شرماتا تھا۔ ہم بھی اس دور سے گزرے ہیں کہ اگر شادی کی بات ہوئی تو اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے جاتے تھے۔ شریعت نے بھی قانون بنایا کہ اگر بچی ہاں نہ کہے صرف دستخط کردے اور چھپ کر ہاں کرے تو اس کو رضا مندی سمجھا جائے حتی کہ شرم سے رو پڑے یعنی حیا کے اندر اگر رو پڑے تو اس کو بھی رضا مندی تصور کیا جائے۔ آج کے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ شادی کا ذکر ہو اور وہ حیا سے رو پڑے۔ دیہاتوں میں شاید آج بھی ایسا ہو مگر بڑے بڑے ترقی یافتہ شہروں میں اب یہ معاملہ ختم ہوچکا ہے۔ سوسائٹی کی Values بدل گئی ہیں۔ تصورات اور پیمانے بدل گئے ہیں لہذا ہم جس سوسائٹی میں بیٹھے ہیں اس سوسائٹی کو ذہن میں رکھ کر اگلی نسلوں کو سنوارنے کے لئے Effort کرنی ہے اور وہ برتاؤ کرنا ہے جس برتاؤ سے آج اولادوں اور اگلی نسلوں کے لئے بہتر نتائج پیدا ہوں۔

شہداء ماڈل ٹاؤن کی عظیم قربانیوں کو سلام

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کی یاد میں سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب سے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی اہلیہ

محترمہ رفعت جبیں قادری کا خصوصی خطاب

عظیم شہداء انقلاب کی عظیم ماؤں، بہنوں اور بیٹیو! معزز قائدین منہاج القرآن انٹرنیشنل اور پاکستان عوامی تحریک و ویمن لیگ کی ماؤں بہنوں اور بیٹیو! اور تحریک منہاج القرآن اور PAT کے رفقاء وابستگان اور کارکنان خواتین وحضرات اور میڈیا سے تشریف لائے ہوئے تمام احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں لطف وکرم ہے کہ آج ہم یہاں 17 جون کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کی یاد میں اس سنگ بنیاد رکھنے کے موقع پر یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کا یہاں آنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ 17 جون کا دن ماڈل ٹاؤن لاہور بلکہ پوری دنیا کے لئے ایک دردناک اور الم ناک سانحہ ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کو برپا ہوئے آج تقریباً ایک سال ہو چکا ہے۔ مگر اب تک بے گناہ، مظلوموں، شہداء، زخمیوں اور اسیروں کو انصاف نہیں مل سکا۔ تاریخ گواہ ہے کہ آزمائش کا دور انبیاء کرام اور رسل عظام پر بھی آیا مگر انہوں نے صبر وتحمل اور بردباری کا دامن نہیں چھوڑا۔ بالآخر انہیں ہمیشہ فتح ونصرت نصیب ہوئی۔ اسی طرح سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور آپ کے کارکنان اتنی بڑی ریاستی دہشت گردی ظلم و بربریت اور قتل و غارت گری پر جس میں دو خواتین سمیت چودہ کارکنان شہید ہوئے 90 زخمی ہوئے، سینکڑوں ہزاروں کارکنان نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مگر آپ صبر واستقلال کا پیکر بنے رہے لہذا اللہ تعالیٰ بہت جلد ان سب کو اس آزمائش سے گزار کر انصاف، کامیابی اور فتح ونصرت عطا فرمائے گا۔

قائد انقلاب فرماتے ہیں میرے جان نثار کارکنان تاریخ کے ماتھے کا جھومر اور میرا گرانقدر سرمایہ ہیں ہم نے ہمیشہ قرآن مجید اور کتب کے اندر پڑھا ہے کہ پہلی اقوام میں فرعون اور نمرود جیسے ظالم حکمران اپنے اقتدار پر قابض رہنے کے لئے اور اس اقتدار کو اپنی نسلوں کے لئے وراثت بنانے کے لئے ظلم کی بھی انتہاء تک چلے جایا کرتے تھے اور اپنی قوم کے غریب اور معصوم لوگوں کو خون سے نہلانے اور قتل عام کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے

تھے۔ 17 جون 2014ء بھی ایک ایسے ہی درد ناک اور المناک قومی سانحہ کا دن ہے۔ جس نے ہزاروں سال پرانی تاریخ واپس زندہ کر کے رکھ دی ہے۔ جیسے کتابوں کے اندر فرعون اور نمرود کی اقوام کو ظلم کی چکی میں پیس دینے والے واقعات موجود ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بھی قوم اور میڈیا کی آنکھوں کے سامنے دن دیہاڑے درجنوں چینلز کی آنکھوں کے سامنے موجودہ حکمرانوں کے پالتو غنڈوں اور پولیس کے ذمہ دار لوگوں نے سرزمین پاکستان کی بیٹیوں اور غریب بیٹوں کے سینوں کو اندھا دھند کھلی گولیوں سے چھلنی کر دیا اور لوگوں کے سامنے خون کے دریا بہتے رہے مگر کوئی ان کی لاشوں کو ہاتھ لگانے والا نہ تھا۔

17 جون کا یہ واقعہ دیکھ کر جس طرح ہزاروں سال پہلے فرعون اور نمرود جیسے ظالم حکمرانوں کے کریکٹرز پر یقین آجاتا ہے کہ حقیقت میں ایسے ظالم حکمران ہوا کرتے تھے۔تو ایک اور بات پر بھی ہمارا ایمان پختہ ہوجاتا ہے کہ کس طرح اس دور میں بھی موجودہ حکومت نے ان ظالم حکمرانوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب اللہ رب العزت ان ظالم حکمرانوں کو بھی عبرتناک انجام تک پہنچائے گا۔ اگر قوم کو اس دور میں بھی خون میں نہلایا گیا ہے تو ایسے ظالم اور جابر حکمرانوں کے سورج کو بھی جلد از جلد گہنایا جائے گا۔

ابتداء میں جو میں نے آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ. (البقرہ، ۲:۱۵۳)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مجھ سے مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اسی طرح سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ان تمام شہداء کے ورثاء و لواحقین، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، یتیم بچوں، زخمی اور اسیر کارکنان نے اپنے سینوں پر اتنے بڑے مظالم جھیلے مگر کوئی ان کے ساتھ کھڑا نہ ہوا بلکہ جھوٹی JIT بنائی گئی اور جھوٹے فیصلے منظر عام پر لائے گئے ہیں اور ان معصوم بے گناہوں کے زخموں کو پھر سے تازہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں کا وطیرہ یہ ہے کہ قاتل بھی خود ہیں اور منصف بھی خود ان سے بھلا انصاف کی کیا توقع ہوسکتی ہے بلکہ میں تو اسے یوں بیان کرنا چاہوں گی کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

کیا تم ان بے گناہ شہداء، زخمی اور اسیر کارکنان کے خون کا سودا کرو گے۔تم تو ان کے پسینے کے ایک قطرے کا سودا بھی نہیں کر سکتے ہو۔ میں سلام پیش کرتی ہوں ان عظیم ماؤں کو کہ جن کے بیٹوں اور بیٹیوں نے قربانی دی اور سلام پیش کرتی ہوں ان عظیم بیٹیوں کو کہ جن کے عظیم باپوں اور بھائیوں نے قربانی دی اور میں ماتھا چومتی ہوں ان عظیم صابر اور شاکر بچوں کا جن کی ماؤں نے قربانی دی اور انہوں نے حکمرانوں کے کروڑوں روپے

کی آفرز کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر پر جانا اور انہوں نے اپنے شہداء کے خون کا سودا نہ کیا۔ ہم اپنے زخمی اور شہداء کارکنوں اور ان کے ورثاء سے آج اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ نہ کبھی بکیں گے نہ کبھی جھکیں گے۔ جب تک ہماری یہ سانسیں باقی ہیں ہم شہداء کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے اور حصول انصاف تک یہ جدوجہد جاری رکھیں گے ان شاء اللہ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

منزل ابھی ہے دور راہِ انقلاب کی　　　مومن نہیں جو ڈرتا ہے جہد طویل سے

کیونکہ پنجاب حکومت کے تحت قائم دہشت گردی کی عدالتیں آج تک کسی دہشت گرد کے خلاف فیصلہ کرنے کی تو جرات نہیں کرسکیں مگر دہشت گردی کی یہ عدالتیں، پاکستان عوامی تحریک کے معصوم کارکنوں کو پولیس کی طرف سے قائم کردہ جھوٹے مقدمات میں ظالم اور قاتل پولیس کی شہادت اور تفتیش پر سزائیں سنا رہی ہیں۔

انصاف کا یہ قتل عام پاکستان کی تاریخ کی بدترین مثال ہے۔ مگر عدل و انصاف کو یقینی بنانے والے ایوان بھی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ تمہارے خزانوں میں اتنا پیسا تو ضرور ہوگا کہ جس سے تم قانون کی اور پولیس کی بولی لگا سکو مگر تمہارے خزانے میں اتنا پیسا ہرگز نہیں ہے کہ تم کسی مظلوم یا کسی ایمان والے شخص کے ایمان کا سودا کرسکو۔

آج ہم شہداء کی یاد میں جس یادگار کا سنگ بنیاد رکھنے جا رہے ہیں یہی ہمیشہ اس راہ انقلاب میں تحریک کے جرات مند قافلوں کے لئے ایک Compass اور قطب نما کی حیثیت بن جائے گا۔ جو کارکن اس نظام کے خلاف لڑے گا اس کے عزم، ہمت و حوصلے کو یہ یادگار پختہ اور پختہ تر کرتی چلی جائے گی۔ میں شہداء کے ورثاء اور لواحقین اور تمام زخمی و اسیر کارکنان کو یہ یقین دلاتی ہوں کہ حضور شیخ الاسلام کا پورا گھرانہ اور پوری تحریک آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور حصول انصاف تک کھڑے رہیں گے اور شہید کارکنان کے ورثاء کے سروں پر قائد انقلاب کا ہاتھ روز اول سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کیونکہ یہ سب ان کی اولاد ہیں اور اس ظلم کا حساب ضرور ہوگا اور جلد ہوگا۔ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ان مظلوموں کو انصاف نہیں مل جاتا۔ آخر میں، میں اپنی ساری پاکستانی عوامی کو صرف اتنا ہی کہوں گی کہ

کیا سوچتے ہو یہ کہ کب آئے گی اپنی باری　　　بے حس پڑے ہو ایسے مر ہی گئے ہو جیسے

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے، دہشت گردی اور ظلم و بربریت اور ناانصافی کا جلد خاتمہ فرمائے اور پوری قوم کو ان موجودہ جابر و قابض حکمرانوں سے جلد از جلد نجات عطا فرمائے۔

مسنون اعتکاف و شب قدر کی شرعی حیثیت اور جامع المنہاج کا روح پرور منظر

صاحبزادہ محمد حسین آزاد

۱۔ مسنون اعتکاف کی شرعی حیثیت، شرائط، آداب اور تقاضے

اعتکاف کا معنی و مفہوم: شریعت میں اعتکاف کا مطلب بطور عبادت مسجد میں ٹھہرنا ہے۔ مسجد میں ٹھہر کر عبادت کرنے والے کو عاکف اور معتکف کہا جاتا ہے۔

اعتکاف کی حقیقت: اعتکاف کی حقیقت خلوت نشینی اور شبِ قدر کو پانا ہے۔

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین اقسام ہیں:

۱۔ واجب: وہ اعتکاف جس کی نذر مانی جائے۔

۲۔ سنت موکدہ: رمضان المبارک میں آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا

۳۔ مستحب: مذکورہ دو صورتوں کے علاوہ نفلی اعتکاف کرنا مثلاً ہر نماز میں مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرنے سے نفلی اعتکاف کا ثواب ملتا ہے۔

اعتکاف کی شرعی حیثیت

قرآن حکیم سے ثبوت

قرآن حکیم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو کعبہ معظّمہ کی تعمیر کے بعد اسے پاکیزگی و طہارت کا مرکز بنانے کی ہدایت کے ساتھ اس کا مقصد طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف کرنا قرار دیا گیا۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ.

’’اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو تاکید فرمائی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک (صاف) کر دو‘‘۔ (البقرہ،۲:۱۲۵)

اسی طرح سورۃ البقرہ ہی میں ارشاد فرمایا گیا:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ. (البقرہ،۲:۱۸۷)

''اور عورتوں سے اس دوران شب باشی نہ کیا کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو''۔

حدیث پاک سے ثبوت

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

ان النبی ﷺ کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ. (متفق علیہ)

''رسولِ اقدس ﷺ رمضان المبارک میں آخری عشرہ اعتکاف بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے ظاہری طور پر پردہ فرمانے کے بعد آپ کی ازواج مطہرات (پاکیزہ بیویاں) نے اعتکاف کیا''۔

بخاری شریف میں اس حوالے سے مزید روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وکان یعتکف کل عام عشرا فاعتکف عشرین فی العام الذی قبض.

''حضور نبی کریم ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف فرماتے مگر وفات کے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا''۔

اعتکاف کی شرائط

۱۔مسلمان ہونا ۲۔نیت کرنا

۳۔ عاقل ہونا (مجنوں، دیوانے اور پاگل کا اعتکاف معتبر نہیں)

۴۔مرد کا جنابت سے بالکل پاک ہونا ۵۔عورت کا حیض و نفاس سے پاک وصاف ہونا

۶۔ ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جہاں باجماعت نماز کا اہتمام ہو

۷۔معتکف کا روزہ دار ہونا ۸۔عورت کا خاوند موجود ہو تو اس کی اجازت سے گھر میں اعتکاف بیٹھنا

نوٹ: صحت اعتکاف کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں۔ سمجھدار اور عاقل بچے کا اعتکاف بھی درست ہے۔

مسنون اعتکاف کے مستحبات و آداب

۱۔مسجد میں اعتکاف بیٹھنا ۲۔قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنا

۳۔علم سیکھنا اور سکھانا ۴۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ اور دیگر انبیاء کے حالات کا مطالعہ کرنا

۵۔فضول باتیں نہ کرنا ۶۔ بالکل خاموش نہ رہنا

۷۔ غیر شرعی امور سے کلیۃً اجتناب کرنا ۸۔مسجد اور اعتکاف گاہ کی صفائی کا خاص خیال رکھنا

۹۔ ہر وقت باوضو رہنا ۱۰۔شرعی ضرورت کے تحت باہر نکلنا

اعتکاف کو فاسد (توڑنے) والے امور

۱۔ جان بوجھ کر کھانا پینا (روزے کے ساتھ اعتکاف کا بھی ٹوٹنا)

۲۔ اپنی بیوی سے جماع یا اس کی طرف مائل کرنے والے اسباب جیسے بوس و کنار وغیرہ کرنا

۳۔ مرد کا بغیر کسی شرعی عذر کے مسجد سے باہر نکلنا

۴۔ عورت کا بغیر کسی شرعی عذر کے اپنے گھر کی اعتکاف گاہ سے گھر کے دوسرے حصوں میں جانا

۵۔ بیمار کی عیادت کے لئے مسجد سے باہر نکلنا ۶۔ نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

جن چیزوں سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا

۱۔ بلا قصد و ارادہ بھول کر کھانا پینا (روزے کی طرح اعتکاف کا برقرار رہنا)

۲۔ لباس بدلنا ۳۔ خوشبو لگانا ۴۔ تیل لگانا، کنگھی کرنا ۵۔ احتلام ہونا

۷۔ انسانی حاجات کے لئے مثلاً باتھ روم مسجد کے ساتھ نہ ہونیکی صورت میں باہر جانا

۸۔ مسجد میں جمعہ کا اہتمام نہ ہونیکی صورت میں جمعہ کی ادائیگی کیلئے جامع مسجد جانا

۹۔ عذر شرعی کی بناء پر مسجد سے باہر نکلنے کی صورت میں گزرتے ہوئے بلاتوقف بیمار کی خیریت دریافت کرنا

اجتماعی اعتکاف کے تقاضے

۱۔ معتکف بلا ضرورت غسل نہ کرے۔

۲۔ جسم کی زیب و زینت کی طرف زیادہ توجہ نہ دے۔

۳۔ وقت ضائع کرنے اور فارغ بیٹھنے کی بجائے ذکر الٰہی، استغفار اور صلوۃ و سلام کی کثرت کی جائے۔

۴۔ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نفلی نمازوں مثلاً اشراق، چاشت اور اوابین کی پابندی کی جائے۔

۵۔ قرآن حکیم کی قرات کے علاوہ ترجمہ اور تفسیر سے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

۶۔ دروس قرآن و حدیث اور اخلاقیات و عبادات پر مشتمل قائدین اور مقررین کے لیکچرز کو سنا جائے اور عمل کیا جائے۔

۷۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے روح پرور خطابات کو حرز جاں بنایا جائے اور ان خطابات کے نوٹس تیار کرنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔شبِ قدر کی فضیلت و اہمیت

دین اسلام میں تمام عبادات کا مقصود، اللہ رب العزت کی اطاعت و بندگی ہے جس سے اسلام اپنے پیروکاروں کو ظاہر و باطن کی روشنیوں سے منور کرتا ہے۔ وہ جہاں ہر فرد کے اندر پاکیزگی، طہارت اور تقویٰ و

پرہیزگاری کے اوصاف دیکھنا چاہتا ہے وہاں ان کے ظاہرو باطن پر انسانی معاشرے کی اقدار کی عظیم بنیادیں بھی استوار کرنا چاہتا ہے۔ آج نفس کی آلائشوں نے دنیا کی محبت میں گرفتار کرکے انسان کو اس کا حقیقی مقصد فراموش کرادیا ہے اور وہ اس دنیوی زندگی ہی کو دائمی زندگی سمجھ بیٹھا ہے جس سے ہمارا معاشرہ بڑی تیز رفتاری سے مادیت کی دلدل میں دھنستا جارہا ہے اور روح کو توانا کرنے کی خواہش دم توڑ رہی ہے۔

انسان، انس اور نسیان کا مرکب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے زندگی میں خطائیں، لغزشیں اور گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف خالق کائنات اپنی صفت رحمان و رحیم کے غلبہ کے پیش نظر انسان کو بے شمار ایسے مواقع فراہم کرتا رہتا ہے جس سے وہ فائدہ اٹھا کر اپنے گذشتہ گناہوں اور معاصی سے توبہ کرکے اللہ رب العزت سے مغفرت و بخشش کا پروانہ حاصل کرسکتا ہے۔ ان خصوصی اوقات، لمحات اور ساعتوں میں سے ایک لیلۃ القدر بھی ہے جو نہایت قدرو منزلت اور عزت و شرف کی رات ہے جس کی عبادت کو قرآن حکیم نے ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی افضل قرار دیا ہے یعنی تراسی سال اور چار مہینے کی عبادت و ریاضت سے انسان اس قدر فیوض و برکات اور خیرات وحسنات حاصل کرتا ہے جس قدر اس ایک رات میں اجروثواب کماتا ہے۔

تفسیر خازن کے مطابق ''قدر'' کا ایک معنی ''تنگی'' ہے۔ اس معنی کی رو سے لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ یہ ہوگی کہ چونکہ اس رات آسمان سے زمین پر اتنی زیادہ کثرت سے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے کہ ان کی کثرت کی بناء پر زمین کا دامن تنگ ہوجاتا ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق شب قدر کی سب سے بڑی فضیلت یہ قرار دی گئی ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرمایا۔ اس بابت قرآن حکیم کی سورۃ القدر میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ. (القدر، ۹۷:۱)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام الہامی کتب پر قدرو منزلت رکھنے والی عظیم کتاب ''قرآن'' تمام انبیاء و رسل پر قدرو منزلت رکھنے والے پیغمبر نبی آخرالزماں، آقائے دو جہاں، رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر عظیم قدر والی رات میں نازل ہوئی۔ حدیث مبارکہ میں خود حضور نبی کریم ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من قام ليلة القدر ايمانا و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه. (متفق عليه)

''جس شخص نے شبِ قدر میں ایمان کی حالت میں اجروثواب کے حصول کی نیت سے اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے عبادت کی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں''۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس ایمان افروز حدیث سے یہ امر قطعی طور پر واضح ہوگیا کہ شب قدر کی صرف ایک رات کی عبادت بندہ مومن کے زندگی بھر کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور وہ معصوم عن الخطاء

ہونے کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ اسی بناء پر لیلۃ القدر کو بخشش ومغفرت کی رات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس رات کی خیرو برکت سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو اپنے مقدر کو سنوارنے کا آرزومند نہ ہو اور اپنی ذات کے ساتھ بھی مخلص نہ ہو۔ اس حوالے سے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت نقل کی جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان هذا الشهر قد حضر كم وفيه ليلة خير من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا حرم الخير. (سنن ابن ماجه)

''یہ مہینہ جو تم پر سایہ کررہا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں (کی عبادت) سے افضل ہے۔ جو (بدنصیب) واقعتاً خیر سے محروم رہا''۔

اس عظیم قدر والی رات کی خصوصیت اور انفرادیت کا عالم یہ ہے کہ یہ عظیم رات سابقہ تمام انبیاء ورسل کی امت میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کی گئی۔ اسے فقط نبی محتشم، رسول مکرم، محبوب خدا حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظیم امت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ، حضرت سیدنا انس ابن مالکؓ سے ایک نہایت اہمیت کی حامل روایت نقل کرتے ہیں جس میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ان الله وهب لامتى ليلة القدر لم يعطها من كان قبلهم.

''یہ مقدس اور عظیم رات اللہ تبارک وتعالیٰ نے فقط میری امت کو مرحمت فرمائی ہے اور سابقہ کسی امت کو یہ عظیم شرف عطا نہیں ہوا''۔

حضور نبی کریم ﷺ اکثر اپنے صحابہ کرامؓ کو انبیاء کرام اور ان کی سابقہ امتوں میں متقی اور پرہیزگار بندوں کی عبادتوں اور نیک اعمال کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ تاکہ صحابہ کرامؓ میں بھی عبادت کا ذوق وشوق قائم رہے۔ ایک مرتبہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان صلحاء وعابدین میں سے اللہ تعالیٰ کے ایک مقرب بندے کا ذکر فرمایا کہ اس نے ایک ہزار ماہ تک جہاد فی سبیل اللہ کا اعزاز حاصل کیا اور مختلف انبیاء کرام مثلاً حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور ان کے امتی کی اسی سالہ عبادتوں کا ذکر کیا کہ اتنی طویل عمر عبادت کرنے کے باوجود ان کے اندر اکتاہٹ، بددلی اور نافرمانی تک کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے جب یہ مختلف انوکھے اور حیرت انگیز واقعات سنے تو انہیں انبیاء کرامؑ اور ان کی امتوں کی طویل عمروں اور طویل سجدوں اور عبادتوں پر رشک آیا کہ کاش ہماری عمریں بھی اتنی طویل ہوتیں اور ہم بھی بارگاہ الٰہی میں اپنی عاجزانہ عبادتوں اور بندگی کا تحفہ پیش کرتے۔ جب انہوں نے اس امر کا اظہار رحمت للعلمین علیہ التحیۃ والثناء سے کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہمدردی کے جذبات موجزن ہوئے تو رب کریم نے اپنے ملکِ مقرب حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بھیج کر اپنے محبوب ﷺ کو مژدہ جاں فزا سنایا کہ اے میرے پیارے محبوب! تیری عظیم امت کو ''لیلۃ القدر'' کا عظیم تحفہ

عطا فرمایا جاتا ہے۔ میرے قبضۂ قدرت سے باہر کوئی شئے نہیں لہذا آپ کی خاطر آپ کی امت کو صرف ایک رات کی عبادت کے ثواب کو اتنا وسیع کیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں ایک ہزار مہینے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جب اس عظیم خبر سے صحابہ کرامؓ مطلع ہوئے تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

شب قدر عطا کئے جانے کے اسی سبب کا ذکر کرتے ہوئے امام مالکؒ نے اپنی کتاب ''موطا'' میں حدیث روایت کی ہے جس میں فرمایا گیا:

ان رسول الله ﷺ اری اعمار الناس قبله او ماشاء الله من ذلک فکانه تقاصر اعمار امته عن ان لا یبلغوا من العمل مثل الذی بلغ غیرهم فی طول العمر فاعطاه لیلة القدر خیر من الف شهر.

(موطا امام مالک)

''بے شک رسول اللہ ﷺ کو سابقہ (امتوں) کے لوگوں کی عمروں سے مطلع کیا گیا تو حضور ﷺ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر نیک اعمال کیسے بجا لاسکیں گے۔ جب آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے مقدس دل کو اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں ملال و پریشان پایا تو آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرمادی جو ہزار مہینے سے افضل ہے''۔

شب قدر کی تعین کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو آگاہ فرمادیا تھا اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے پیارے صحابہ کرامؓ کو بھی اس سے باخبر کرنے کے لئے اپنے کاشانہ عالیہ سے باہر تشریف لائے مگر جب دو شخصوں کو آپس میں جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا تو حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ **فعل الحکیم لایخلو عن الحکمه** (اس حکیم کا کوئی بھی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا) کے مصداق قدرت کو بھی منظور نہ ہوا کہ اس رات کو Disclose کیا جائے تاکہ آخری عشرہ کی دیگر راتوں میں بھی تجسس، جدوجہد، ذوق عبادت اور عمل پیہم کا جذبہ برقرار رہے۔ اس بابت بخاری شریف کی حدیث پاک میں فرمایا گیا:

خرج لیخبر الناس لیلة القدر فتلاحی رجلان من المسلمین قال ﷺ خرجت لاخبر فتلاحی فلان وانها رفعت وعسی ان یکون خیرالکم فالتمسوها فی التاسعة والسابعة والخامسة.

''نبی اکرم ﷺ شب قدر کے بارے میں مطلع کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت دو شخص آپس میں جھگڑ پڑے۔ (آپ کے قلب اطہر اور مزاج مقدس پر یہ چیز گراں گزری لہذا آپ واپس تشریف لے گئے) بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا ہم باہر اس لئے آئے تھے تاکہ تم کو شب قدر سے آگاہ کریں لیکن فلاں فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے وہ تعیین اٹھالی گئی۔ ممکن ہے یہی تمہارے حق میں بہتر ہو لہذا اب انیتسویں، ستائیسویں اور پچیسویں راتوں میں اسے تلاش کرو''۔ **(صحیح بخاری: ۸۹۳)**

بخاری شریف کی ایک روایت میں جو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امت

محمدی ﷺ کو محنت و مشقت پر ابھارنا اور ان کے اندر جذبہ عمل کو بیدار رکھنا مقصود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شب قدر کو پانے کے لئے آخری عشرہ کا اعتکاف اور اس میں پانچ طاق راتیں مخصوص کردیں کہ جو لوگ زیادہ عبادت کے رسیا ہوں ان کا ذوق بھی پورا ہوجائے اور جو لوگ ان سے کم ذوق کے حامل ہوں وہ پانچ راتیں ہی جاگ لیں اور جو لوگ اتنا بھی گوارا نہ کرسکیں ان کو ستائیسویں شب کو جاگ کر عبادت کر کے اپنے مالک کی رحمت کو حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ اس حوالے سے ترمذی شریف کی حدیث پاک جو حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

انها فی رمضان وانها لیلة سبع وعشرین ولکن کره ان یخبرکم فتتکلوا. (جامع ترمذی)

''شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے لیکن تمہیں اس بات کی اس لئے خبر نہ دی گئی تاکہ تم اس پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جاؤ''۔

شبِ قدر کے وظائف و اعمال

شب قدر میں کئی اعمال و وظائف احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں اعتکاف کا مقصد بھی شب قدر کو پانا قرار دیا گیا ہے لہذا اس کی طاق راتوں میں جاگ کر ساری رات عبادت، تلاوت قرآن، نوافل، درود پاک، ذکر الٰہی، مناجات اور استغفار کرتے ہوئے گزارنی چاہیے۔ اس حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص لیلۃ القدر میں دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ مصلے سے اٹھنے سے پہلے اس کے اور اس کے والدین کے تمام گناہ معاف فرمادے گا''۔ (درۃ الناصحین)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ جو شخص لیلہ القدر میں نماز عشاء پڑھ کر سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے گا تو اللہ رب العزت اس کو ہر مصیبت، پریشانی اور بلاؤں سے نجات عطا فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ (نزھۃ المجالس)

شب قدر کا خاص وظیفہ اللہ تعالیٰ سے عفو درگزر کی بھیک مانگنا ہے۔ ایک ایمان افروز حدیث پاک میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا ''یارسول اللہ ﷺ! اگر مجھے شب قدر کے بارے میں علم ہوجائے تو میں اس میں کیا عمل کروں''۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی. (ترمذی)

''یااللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور معافی چاہنے والے کو پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف فرمادے''۔

لیلۃ القدر بخشش و مغفرت اور توبہ و استغفار کی رات ہے اور ناامیدی و مایوسی کو ختم کرنے کی رات ہے۔ خدا سے ناامیدی کفر کے ارتکاب کے مترادف ہے اور ''امید پر دین قائم ہے'' کے مقولے کے تحت بندہ جتنا

بھی گناہگار کیوں نہ ہو اگر وہ اپنے گناہوں پر شرمندہ اور شرمسار ہوجائے اور آئندہ زندگی کی اصلاح کا عزم مصمم کرے تو اس کا شمار گناہگاروں میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے صالحین بندوں میں ہوگا کیونکہ توبۃ النصوح یعنی سچے دل کی توبہ اس کے گناہوں کی سیاہی کو دھودیتی ہے اور وہ ایسے ہوجاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

جامع المنہاج کا روح پرور منظر

ہر سال منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام 26 اور 27 ویں رمضان المبارک کی رات سالانہ عالمی روحانی اجتماع جامع المنہاج ٹاؤن شپ کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں منعقد ہوتا ہے اور توبہ و استغفار اور آنسوؤں کی بستی میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ جس میں ملک بھر سے لاکھوں افراد اور مشائخ و علماء کا ایک جم غفیر موجود ہوتا ہے۔ جامع المنہاج میں آباد شہر اعتکاف کے ہزارہا معتکفین و معتکفات بھی جدید ترین آلات کے ذریعے اپنی جگہ پر بیٹھے عالمی روحانی اجتماع کی مکمل کاروائی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرتے ہیں اور اس طرح وہ بھی اس محفل توبہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اس اجتماع کی خاص بات یہ بھی ہے کہ ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں افراد بیرون ملک سے بھی تشریف لاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اندرون ملک کی طرح منہاج القرآن انٹرنیشنل بیرون ملک تنظیمات اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ شب قدر کے اس عالمی روحانی اجتماع کو براہ راست QTV, Minhaj Tv اور ARY اور دیگر ٹی وی چینلز کے ذریعے پوری دنیا میں براہ راست دیکھایا جاتا ہے۔ اس طرح کروڑوں مسلمان بالواسطہ اس عالمی روحانی اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔

لیلۃ القدر کے اس عالمی روحانی اجتماع کی ایک نہایت اہم خصوصیت حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا وہ خصوصی خطاب ہوتا ہے جسے سننے کے لئے شرق تا غرب امت مسلمہ کے افراد اُمڈ آتے ہیں ہیں اور آخر میں ان کی رقت آمیز، دلسوز اور آنسوؤں سے لبریز وہ خصوصی دعائیں ہوتی ہیں جس سے پتھر جیسے دل بھی موم ہوجاتے ہیں اور ہر وہ شخص اپنے مولا کو راضی کرنے کے لئے آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں کا سہارا لے کر حضور شیخ الاسلام کے ساتھ ہاتھوں کو بلند کئے بارگاہ الٰہی سے خیرات، حسنات اور توبہ کے حصول کا طلبگار ہوتا ہے اور قبولیت کی اس گھڑی میں رحمت حق سایہ فگن ہوجاتی ہے جب انہیں دعا کی قبولیت کا مژدہ جاں فزا سنایا جاتا ہے اور ہاتف غیبی سے آواز آتی ہے جسے ہر کوئی روح کے کانوں سے سنتا ہے کہ اے بندے تو نے ساری رات میرے عشق و محبت، میرے ذکر اور مجھ سے توبہ و استغفار کرکے اپنے گناہوں پر شرمسار ہوکر آنکھوں سے آنسو بہا کر مجھے منانے اور راضی کرنے میں گزاری جا میں نے تیری توبہ قبول کی اور تیرے سارے گناہوں کو معاف کردیا۔ تیری گناہوں کو نیکیوں میں بدل کر تجھ کو پاکباز بندہ مومن بنادیا۔ اب بقیہ زندگی بھی اس مہمان کی حفاظت کرنا اور میری اس رحمت کو یاد کرکے میرا شکر ادا کرتے رہنا۔

شبِ قدر

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا حسین خزینہ

محمد احمد طاہر

''الرحمٰن'' اور ''الرحیم'' خدائے لم یزل کی وہ عظیم صفات ہیں کہ ایک ارب اور اسی کروڑ آبادی پر مشتمل ملت اسلامیہ کے اس عظیم گروہ میں کوئی ہی مسلمان ہوگا جو ان صفات باری تعالیٰ کے معنی ومفہوم سے واقف نہ ہوگا۔ قرآن مجید فرقان حمید کی ابتداء سورۃ الفاتحہ سے ہوتی ہے اور سورۃ الفاتحہ اور دیگر تمام سورتوں کا آغاز تسمیہ شریف میں درج انہیں صفات سے ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ کا تسمیہ شریف میں صرف انہی دو صفات کے ذکر سے دراصل انسان کو اپنے تعارفی بیان کے ذریعے آگاہ کرنا مقصود ہے کہ میری اور بھی صفات ہیں مگر ان دو صفات کو دیگر صفات پر غلبہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف میں ان دو صفات کو بیان کرکے اپنی شان رحیمی کو واضح فرمایا۔ مزید برآں اس نے خالی اعلان نہیں فرمایا کہ وہ نہایت مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور نہ ہی صرف اس کا یہ مطلب کہ وہ آخرت میں یوم قیامت کو ان شانوں کا اظہار فرمائے گا بلکہ اس نے ہم گناہ گاروں کی بخشش اور مغفرت کے کئی مواقع فراہم کئے۔ مثلاً سال میں کئی ایام اور کئی راتیں ایسی بنائیں جن کو فضیلت عطا کی اور جن میں عبادت کو افضل قرار دیا گیا۔ مزید برآں ان ایام اور راتوں کو ہم گنہگاروں کی بخشش کا وسیلہ بنا دیا۔ علماء کرام نے بیان فرمایا ہے کہ وہ راتیں جو فضیلت کی حامل ہیں وہ پندرہ ہیں۔ ان میں سات راتیں رمضان المبارک میں ہیں اور باقی آٹھ راتیں غیر رمضان کی ہیں۔

رمضان المبارک کی فضیلت کی راتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ سترہ رمضان المبارک (یوم بدر) کی رات ۔ ۲۔ آخری عشرہ رمضان کی طاق راتیں (۲۱،۲۳،۲۵،۲۷،۲۹)

۳۔ رمضان المبارک کی آخری شب اور شوال کی پہلی شب

غیر رمضان المبارک کی فضیلت کی راتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ محرم الحرام کی پہلی شب ۔ ۲۔ عاشورہ کی رات

۳۔رجب المرجب کی پہلی رات ۴۔رجب المرجب کی پندرہویں شب

۵۔رجب المرجب کی ستائیسویں شب (شب معراج) ۶۔شعبان المعظم کی پندرہویں شب (شب برات)

۷۔عرفہ کی رات

شب قدر کی وجہ تسمیہ

شب کا معنی رات، قدر کا معنی قدرومنزلت، اندازہ، فیصلہ کرنا اور تنگی ہے۔ اس میں سال بھر کے لئے فیصلے کئے جاتے ہیں اسی لئے اسی لیلۃ الحکم بھی کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس رات اتنی کثرت سے زمین پر فرشتے اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے اسی لئے اسے شب قدر یعنی تنگی کی رات۔ قدرومنزلت مالی رات اس لئے کہلاتی ہے کیونکہ جو بھی خوش بخت مومن اس رات کو عبادت کرتا ہے اللہ عزوجل کے ہاں اس کی قدرومنزلت بڑھ جاتی ہے۔ (تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف)

سمیت بها للعظمة والشرف، لان العمل فيه يكون ذا قدر عندالله.

(تفسیر مظہری، حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ)

''اس رات کو شرف وعظمت والی شب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس رات کو کیا جانے والا ہر عمل خیر اللہ تعالیٰ کے ہاں قدرومنزلت والا ہوجاتا ہے''۔

اسی طرح علامہ قرطبیؒ نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے۔

سمیت بذالک لانه انزل فيها كتابا ذا قدر على رسول ذی قدر علی امة ذات قدر.

(تفسیر قرطبی، حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبیؒ)

''اسے شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدرومنزلت والی کتاب، بڑی قدرومنزلت والے رسول پر اور بڑی قدرومنزلت والی امت پر نازل فرمائی''۔

نزول قرآن کی رات

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

انا انزلناه فی ليلة القدر. (القدر،۹۷ : ۱)

''ہم نے اس قرآن کو شب قدر مین نازل کیا ہے''۔

قرآن مجید ایک ہی مرتبہ نازل نہیں ہوا بلکہ اس کا نزول 23 برس پر محیط ہے۔ سب سے پہلے قرآن حکیم کا نزول شب قدر ماہ رمضان میں سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات سے ہوا۔

شب قدر کی فضیلت

شب قدر کی فضیلت تو خودقرآن مجید فرقان حمید نے واضح فرمادی ہے۔

خیر من الف شھر. (القدر،۹۷:۳) ''شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

تاہم اس کے باوجود رسول اکرم، نور مجسم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ والئی دو جہاں ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کی ترغیب دلانے کے لئے اپنے اقوال و افعال سے اس بابرکت رات کی فضیلت کو واضح فرمایا تاکہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے سند بن جائے۔

چنانچہ آئمہ ومحدثین صحاح ستہ نے اپنی اپنی کتب میں لیلۃ القدر کی فضیلت پر باقاعدہ ابواب اور فصول قائم فرمائے ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب کو شب قدر خواب میں (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اری رئویاکم قد تواطأت فی السبع الاواخر، فمن کان متحریھا فلیتحرھا فی السبع الاواخر. (صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، رقم الحدیث: ۱۹۱۱)

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب سات آخری تاریخوں پر متفق ہوگئے ہیں۔ اس لئے جسے اس کی تلاش ہو وہ اسی ہفتہ کی آخری (طاق) راتوں میں تلاش کرے''۔

اسی طرح ایک روایت جو کہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرے میں اعتکاف میں بیٹھے پھر بیس تاریخ کی صبح کو حضور ﷺ اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

انی اریت لیلة القدر ثم انسیتھا او نسیتھا فالتمسوھا فی العشر الاواخر فی الوتر وانی رایت انی اسجد فی ماء وطین فمن کان اعتکف مع رسول فلیرجع.

(صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، رقم الحدیث:۱۹۱۲)

''مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی لیکن بھلادی گئی یا میں خود بھول گیا۔ اس لئے تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے (خواب میں) کہ گویا میں کیچڑ میں سجدہ کررہا ہوں۔ اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف میں بیٹھے''۔

خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آیا اور

بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کیچڑ میں سجدہ کررہے ہیں۔ یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان میں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر دیکھا۔

شب قدر کو تلاش کرو

شریعت نے شبِ قدر کی تعیین نہیں فرمائی بلکہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اسے رکھ دیا گیا۔ اس کی حکمتیں تو اللہ رب العزت ہی بہتر جانتا ہے۔ تاہم علماء کرام نے اپنی بصیرت سے اس کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ زیادہ عبادت کرسکے۔ اگر اس کی تعیین فرمادی جاتی تو امت مسلمہ کا ہر فرد صرف اسی متعین شدہ ایک ہی رات شب بیداری کرتا اور عبادت کرتا۔ تاہم اس کی تعیین نہ ہونے سے مفاد یہ ہے کہ لوگ کم از کم اسے پانے کے لئے پانچ طاق راتیں جاگیں گے اور اپنے خدا کے حضور استغفار کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ ﷺ نے بہت سی احادیث مبارکہ میں اسے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں پورا ایک باب قائم فرمایا ہے: ''باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر'' یعنی عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنے کا باب۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صدیقہ کائنات حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الآواخر.

(متفق علیہ۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۹۱۳، صحیح المسلم، رقم الحدیث: ۱۱۶۵)

''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو''۔

اسی طرح ایک روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو اور اسے اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں رات میں ڈھونڈو۔ (راوی کہتا ہے) میں عرض گزار ہوا کہ اے حضرت ابوسعید! (رضی اللہ عنہ) آپ اس شمار کو ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں، میں نے نویں، ساتویں اور پانچویں کہا ہے یعنی جب اکیسویں رات گزر جائے تو اس کے ساتھ والی نویں ہے اور جب تیئسویں گزر جائے تو اس کے ساتھ والی ساتویں ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے ساتھ والی پانچویں ہے۔ (سنن ابوداؤد، باب فی لیلۃ القدر، رقم الحدیث:۱۳۶۹)

شب قدر اور معمول مصطفیٰ ﷺ

اگر روایات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوکر سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ شب قدر کا خاص اہتمام فرماتے اور عبادت کرتے۔ چنانچہ موضوع کی مناسبت سے چند روایات حوالہ قرطاس کی جاتی ہیں۔

۱۔ ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب رمضان کے (آخری عشرہ) کے دس دن باقی رہ جاتے تو آپ ﷺ اپنا کمر بند کس لیتے اور اپنے اہل خانہ سے الگ ہوکر (عبادت و ریاضت) میں مشغول ہو جاتے''۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث:۲۴۴۲۲)

۲۔ ''حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں گھر والوں کو (عبادت کے لئے) جگاتے''۔ (جامع ترمذی، باب ماجاء فی لیلۃ القدر، رقم الحدیث:۷۷۴)

۳۔ ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: حضور اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں (عبادت کی) جس قدر کوشش فرماتے اتنی دوسرے دنوں میں نہ فرماتے''۔ (جامع ترمذی، باب ماجاء فی لیلۃ القدر، رقم الحدیث۷۷۵)

شب قدر کے وظائف

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب ﷺ سے عرض کیا: شب قدر کا کیا وظیفہ ہونا چاہئے تو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں تلقین فرمائی۔

اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی.

''اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ پس مجھے (بھی) معاف فرمادے''۔

علاوہ ازیں علماء کرام نے اور بھی مختلف اوراد و وظائف تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

☆ ۱۲ رکعت نماز تین سلام سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ القدر ایک مرتبہ اور سورہ الاخلاص سات بار پڑھیں اور سلام کے بعد سات سو مرتبہ استغفار پڑھیں۔

استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه.

☆ ۲ رکعت نماز نفل پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین تین مرتبہ اور سورہ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ پڑھیں۔ بعد از سلام سورۃ اخلاص ۷ مرتبہ پڑھیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

☆ ۴ رکعت نماز دو سلام (یعنی دو دو رکعتیں) سے پڑھنی ہیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ التکاثر ایک ایک بار اور سورہ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھنی ہے۔ قبر سے چھٹکارا ہوگا۔ ان شاء اللہ

(عبادات رمضان المبارک، مرتبہ مسز تسنیم کوثر فیاض)

جانِ رحمۃ للعالمین ﷺ

سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراءؓ

فریال احمد

فخر رسل تاجدار انبیاء حضور نبی اکرم ﷺ کی نورِ نظر، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی لختِ جگر سیدہ کائنات حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا اسمِ گرامی فاطمہ رکھا گیا جس کے معانی ہیں اولاد اور غلاموں کو جہنم سے چھڑانے والی۔ فاطمہ نام، مبارک سمجھا جاتا تھا اور خیرو برکت کے لئے رکھا جاتا تھا۔

جب سیدہ فاطمہؓ پیدا ہوئیں تو آقائے دو جہاں ﷺ کی خدمت میں ایک فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی اس کنیز کا نام فاطمہ رکھو کہ اس کو میں نے شرفِ علم کی بناء پر منفرد بنایا ہے۔ لہذا آپؓ اپنے علم و عمل، دینداری اور حسب و نسب کے لحاظ سے زنانِ زمانہ سے منفرد تھیں۔ سیدہ ہر قسم کی برائی سے پاک و منزہ تھیں کیونکہ اسی عارفہ ربانی کے دل میں حبِ دنیا کا گزر ہوا ہی نہیں تھا۔

آپؓ کے القاب

آپؓ سیدہ، زہراء، بتول، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، طاہرہ جیسے اوصافِ حمیدہ کے لحاظ سے اشرف و افضل تھیں۔ اس لئے آپؓ کو سیدۃ النساء عالمین اور سیدۃ النساء اہل الجنۃ کہا گیا۔ خاتونِ جنت نے آغاز اسلام کا زمانہ پایا جبکہ مسلمانوں پر کفار کا ظلم و ستم پورے زوروں پر تھا۔ آپؓ نے شعب ابی طالب میں سب کے ساتھ مسکینی میں بھوک و پیاس کی تمام تر تکالیف برداشت کیں۔

دس بعثت نبویؐ میں ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا وصال ہوا تو تدفین کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے تو معصومہ ماں کے لئے تڑپ رہی تھیں مڑ کر اپنے والدِ محترم سے لپٹی اور پوچھا میری ماں کہاں ہیں؟ سوال ایسا تھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضور ﷺ خاموش ہوگئے۔ جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے آقا ﷺ پروردگار عالم آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ سے کہئے کہ ان کی ماں جنت کے طلائی محل میں ہے جس کے ستون سرخ یاقوت کے ہیں۔

یہ پیغام ان کے لئے راحت کا سامان بنا۔ آپؓ بچپن سے ہی خاموش طبع تھیں۔ باطنی کمال میں اپنی ہم عمروں میں گھبراتی تھیں۔ ایک بار کچھ عورتیں غیبت کررہی تھیں کہ آپؓ بے تاب ہوکر انہیں اور غیبت سننے اور کرنے سے منع فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ اپنی خداداد ذہانت اور غیر معمولی عادات کی بناء پر چھوتی عمر میں مشہور ہوگئی تھیں۔ اس زمانے میں توریت، زبور اور انجیل کی عالمہ فاطمہ شامیہ تھیں جو حضور ﷺ کی نور نظر سے ملنے شام سے مکہ آئیں اور بہت سے تحائف جناب سیدہؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپؓ نے معزز اور معمر مہمان کا شکریہ ادا کیا اور سارے تحائف خدمت اسلام کے لئے وقف کردیئے۔ اس عمر میں ایثار کی یہ شان دیکھ کر فاطمیہ شامیہ حیران رہ گئی۔

حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد حضور ﷺ اور ان کے خاندان کا مکہ میں رہنا مشکل ہوگیا۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے جارہے تھے کہ ایک بدبخت نے آپ ﷺ کے سرمبارک میں خاک ڈال دی۔ آپ اسی حالت میں تشریف لائے۔ آپ کی صاحبزادی فاطمۃ الزہراہؓ نے دیکھا تو پانی لے کر آئیں۔ آپ ﷺ کا سر دھوتی جاتی تھیں اور فرط محبت سے روتی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جان پدر رونہیں اللہ تیرے باپ کو بچالے گا۔

نکاح مبارک

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے لوگ نکاح کے لئے چار چیزیں پیش نظر رکھتے ہیں ۱۔مال و دولت، ۲۔حسن وجمال، ۳۔حسب ونسب، ۴۔دینداری لیکن تم تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت کو تمام صفتوں پر مقدم رکھو۔ جناب فاطمہؓ جب سن بلوغت کو پہنچیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کی خواہش کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں فاطمہ کے بارے میں امر الٰہی کا منتظر ہوں پھر حضرت عمرؓ نے التماس کی تو انہیں بھی یہی جواب ملا۔ ہر مومن حضور ﷺ سے شرف انتساب کا آرزومند تھا۔

صحابہ کرامؓ کی نظریں اب حضرت علی کرم اللہ وجہ پر تھیں

حضرت علیؓ آستانہ نبوت میں مجسمہ سوال بن کر حاضر ہوئے کچھ کہنا چاہا کہہ نہ سکے حضور ﷺ نے پوچھا علیؓ کچھ کہنا چاہتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ کی خواستگاری کے لئے آئے ہو؟ گزارش کی: جی ہاں بے شک اسی لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مرحبا واھلاً پھر سرور کائنات ﷺ فاطمۃ الزہراءؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ علی آپ کے لئے نکاح کی خواہش لے کر آئے ہیں وہ قرآن پاک کی تلاوت کررہی

تھیں۔ خاموش رہیں چند لمحے حضور ﷺ بیٹی کا چہرہ دیکھتے رہے اور اس خاموشی کو رضا مندی قرار دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت علی سے پوچھا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کچھ ہے حضرت علیؓ نے فرمایا میرے پاس ایک تلوار ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے حضور ﷺ نے زرہ بیچنے کا حکم دیا پھر حضور ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا چھ مہاجرین اور چھ انصار بلا لاؤ۔ سب حاضر ہوگئے تو آپ ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ دیا اور نکاح کر دیا اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کردوں۔ عقد مبارک کے وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر مبارک مختلف روایات میں مختلف لکھی ہے کہیں اٹھارہ سال کہیں پندرہ سال اسی طرح حضرت علیؓ کی عمر میں بھی اختلاف ہے کہیں چھبیس برس کہیں تئیس کہیں اکیس برس۔ بعض روایات کے مطابق ہجرت کے دو تین سال بعد یکم ذی الحج کو نکاح ہوا اور بروز سہ شنبہ ۲۴ ذی الحج کو رخصتی ہوئی۔

جہیز

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کے مطابق ہم نے فاطمہؓ کی شادی سے بہتر کوئی شادی نہیں دیکھی۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنی بیٹی کو جو جہیز دیا وہ ایک قمیض، ایک چادر اوڑھنے کے لئے کالے رنگ کا نرم روؤں کا کمبل، کھجور کے پتوں سے بنا بستر، موٹے ٹاٹ کے دو فرش، چمڑے کے چار تکئے، آٹا پیسنے کی چکی، تانبے کا بڑا برتن، کپڑے دھونے کے لئے ایک مشکیزہ، مٹی کی صراحی مٹی کے دو آب خورے، زمین پر بچھانے کا چمڑا، ایک سفید چادر اور ایک لوٹا۔ سبحان اللہ۔

آج ایک مسلمان کی بیٹی کی شادی فضول رسومات اور بے جا اخراجات کے باعث بوجھ بن گئی ہے ہمارے لئے لازم ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی زندگی کو لائحہ عمل بنایا جائے۔ ان کی شادی ہر لحاظ سے بہترین اور مثالی ہے اور اعتدال و میانہ روی کی عکاس ہے۔ ازدواجی زندگی میں جب تک گھریلو کام سلیقہ سے انجام نہ پائیں گھر کا نظام درست نہیں رہتا حضرت علیؓ نے امور خانہ داری یوں طے کئے کہ باہر کے کام اور جانوروں کو پانی پلانا اپنے ذمہ لیا اور فاطمہ الزہراءؓ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے اور دیگر گھریلو امور میں اپنی ساس کی مدد کریں گی۔ حضرت فاطمہؓ کی چادر میں 12 سے زائد پیوند ہوتے تھے۔ جب بچے سوجاتے تو آپؓ ان کو پنکھا جھلتی اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتی جاتی تھیں۔ چکی پیستی تو بچوں کو گود میں لے لیتی تھیں۔

صبح کے وقت آنحضور ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ کی چکی چلانے کی آواز کانوں میں آتی تھی۔ حضور ﷺ بے اختیار ہوکر دعا مانگتے تھے کہ اے باری تعالیٰ! فاطمہؓ کو اس ریاضت اور قناعت کا اجر دے اور حالت فقر میں ثابت قدم رکھنا۔

تسبیح زہراءؓ

حضرت سیدہؓ گھر کا کام خود سرانجام دیتی تھیں۔ کوئی خادمہ اور کنیز نہ تھی۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ جھاڑو دیتے برتن مانجھتے چولہا سلگھاتے سلگھاتے کپڑے گرد آلود اور سیاہ ہوجاتے۔ حضرت علیؓ چاہتے تھے کوئی کنیز مل جائے۔ کسی لڑائی سے حضور ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے حضرت فاطمہؓ آستانہ رسالت میں حاضر ہوئیں لیکن حضور ﷺ تشریف فرما نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ سے اظہار مقصد کر کے چلی آئیں جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے بتایا تو آپ ﷺ بیٹی کے گھر تشریف لائے۔ پوچھا بیٹی کیا کام ہے؟ خود خاموش رہیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: حضور ﷺ چکی پیستے پیستے فاطمہؓ کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں قیدیوں میں سے ایک ہمیں بھی غلام عطا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں کیوں نہ ایسی چیز بتادوں جو خادم سے بہتر ہے۔ جب تم سونے لگو تو 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ خداشناس بیٹی خاموشی سے واپس آگئی اور اس ورد کو جاری رکھا۔ اس ذوق سے پڑھتی کہ یہ وظیفہ تسبیح فاطمہؓ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اس لئے ہر مسلمان بہن بھائی اس تسبیح کا پڑھنا سعادت جانتے ہیں۔

حضور ﷺ کا شفقت فرمانا

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ جب حضور پاک ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہوجاتے اور ان کی پیشانی چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے اور واپسی میں سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لاتے۔

اظہارِ تعزیت

گذشتہ ماہ محترمہ ڈاکٹر شاہدہ نعمانی (منہاج القرآن ویمن لیگ کی سابقہ اور اولین صدر) کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی انتقال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور جملہ مرکزی قیادت اور ویمن لیگ اور مجلّہ دختران اسلام کے تمام عہدیداران مرحومہ کے غم میں برابر شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے۔ رمضان المبارک اور شب قدر کے صدقے ان کی بخشش ومغفرت فرمائے اور مرحومہ کے تمام پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

امام احمد بن حنبلؒ کے حالاتِ زندگی

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

امام احمد بن حنبلؒ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ عبداللہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے سنا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں ۱۶۴ھ کے ربیع الاول میں پیدا ہوا ہوں۔ آپ عجمی نہ تھے بلکہ خالص عربی تھے۔ ماں باپ دونوں کی طرف سے شیبانی تھے۔ شیبان بھی عدنانی قبیلہ ہے جو ترا ابن معدابن عدنان کے واسطے سے حضور ﷺ سے مل جاتا ہے۔ یہ قبیلہ بہادری، شجاعت، حمیت اور غیرت کے اعتبار سے بہت ممتاز رہا ہے۔ امام احمدؒ کی رگوں میں بہادر باپ کا خون جوش مار رہا تھا۔ عزت نفس، عزم، ارادہ صبر وتحمل اور مصائب کے برداشت کی عادت اپنے خاندان سے وارثت میں پائی تھی۔ ایمان راسخ دل میں موجیں مار رہا تھا۔ جب بھی آفات و ابتلاء سے دوچار ہوتے اس وقت یہ خصوصیات اور بھی نمایاں ہوجاتیں اور ایک نکھار سا پیدا ہوجایا کرتا۔ پھر خداوند عالم نے ایسے اسباب بھی پیدا کردیئے تھے کہ ان کے موروثی خصائل کا نشوونما ہوتا رہا۔ آپ کے ابتدائی حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد نے اوائل عمری ہی میں محسوس کرلیا تھا کہ وہ تنہا ہیں چونکہ بچپن میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ماں کی گود سے بھی محروم ہوگئے باپ کے انتقال کے وقت آپ بالکل چھوٹے سے تھے اور کہا کرتے تھے:

''میں نے اپنے باپ کو دیکھا نہ دادا کو''۔

بلکہ مشہور تو یہ ہے کہ والد کی وفات آپ کی ولادت کے بعد ہی ہوگئی تھی۔ آپ کے والد کی عمر اس وقت تیس سال کی ہوگی۔ ظاہر ہے اس وقت آپ چھوٹے سے ہوں گے۔ نہ کسی چیز کا احساس تھا نہ شعور، باپ کے بعد ماں نے بڑے پیار سے پالا اور پرورش شروع کردی۔ باپ کا ترکہ بھی کچھ زیادہ نہ تھا۔ بغداد میں ایک گھر اور صرف اتنی زمین جہاں سے تھوڑی بہت آمدنی مل جاتی تھی۔ امام موصوف کو اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ صفات ایسی عطا فرمائی تھیں جنہوں نے ان کی شخصیت اور سیرت کی تعمیر میں بڑی مدد دی۔

i۔ حسب ونسب کی بلندیاں

ii۔ یتیمی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اعتماد نفس پیدا ہوگیا اور بچپن ہی سے اپنے اوپر بھروسے کے عادی بن گئے۔

iii۔ فقرو افلاس۔ مگر ایسا فقرو افلاس جس نے آپ کو اگرچہ عیش و تنعم سے تو لذت اندوز نہیں کیا لیکن

لذت نفس بھی قریب پھٹکنے نہ دی۔

iv۔ قناعت۔ جس کے سبب علو فکر و نظر پیدا ہوگیا۔

v۔ تقویٰ۔ جس کے سبب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور قوت کے سامنے آپ نے سر نہ جھکایا۔ ان نعمتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایسی عقل سلیم اور فکر بلند بھی عطا فرمادی جس کے ذریعے آپ نے حقیقت شناسی اختیار کرلی۔

ذاتی صفات میں امام شافعی سے مشابہت

اس مسئلے میں آپ کی مثال امام شافعیؒ سے ملتی جلتی نظر آتی ہے، اعلیٰ نسبی یتیمی، فقر، مفلوک الحال، ہمت عالی، نفس خودشناسی اور ذہن وغیرہ سب صفات دونوں استاد اور شاگرد میں قدر مشترک تھیں۔ اس لئے کہ دونوں ہی کو ان کی ماؤں نے اپنے حسن تربیت کے ذریعے پہچانا اور سربلندی و رفعت کی صلاحیتیں پیدا کیں۔

امام احمد بن حنبل کے درس میں چند خصوصیات ایسی تھیں جو عوام کے دلوں پر بڑی اثر انداز ہوتی تھیں اور وہ یہ ہیں:

اول تو آپ کی مجلس درس کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ مجلس میں تواضع و اطمینان نفس کے ساتھ وقار و سکون کی سی کیفیت طاری رہتی تھی۔ وقار و سکون کی کیفیت صرف آپ کی علمی مجلس ہی پر منحصر نہ تھی بلکہ آپ کی ہر مجلس، خواہ نجی ہو یا علمی ایسی کیفیت کی حامل ہوا کرتی تھی نہ آپ مذاق کے عادی تھے نہ لہو و لعب کی باتیں پسند فرماتے تھے۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں اکثر آیا کرتے تھے وہ اس امر سے بخوبی واقف تھے چنانچہ آپ کی موجودگی میں ہنسی و دل لگی کی باتیں بالکل نہ کرتے۔ خواہ مجلس علم ہو، امام احمد کے شیوخ اور اساتذہ کو بھی آپ کی اس عادت سے واقفیت تھی اور سب اس کا لحاظ رکھتے تھے چنانچہ بزرگ بھی آپ کی موجودگی میں مزاح کی باتوں سے اجتناب کرتے۔ ابونعیم بحوالہ خلف بن سالم یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

ایک بار ہم لوگ یزید بن ہارون کی مجلس میں موجود تھے، یزید نے اپنے ان شاگردوں سے جو کہ وہ لکھا رہے تھے کوئی بات ہنسی کی کہہ دی، وہاں امام احمد بن حنبل بھی موجود تھے وہ صرف حلق میں کچھ لگنے کی طرح کھنگارے تو یہ دیکھ کر یزید نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور سب سے کہا: کمبختو! تم نے مجھے بتایا کیوں نہ تھا کہ احمدؒ بھی یہاں موجود ہیں، بھلا میں بات ہی کیوں کرتا۔

خودداری

بسا اوقات تو آپ اس پر بھی مجبور ہوجاتے کہ مزدوری کے بل بوتے پر پیٹ پالتے جب جیب خالی ہوتی اور اس وقت بھی یہ امر آپ گراں گزرتا کہ کسی کا عطیہ قبول کرلیں اور آپ اپنے جسم کو تکلیف پہنچانا گوارا کرلیا کرتے لیکن اپنے ضمیر کو مجروح نہ ہونے دیتے، زندگی بھر اسی طرح دن گزارے آپ نے ہمیشہ اپنا ضمیر آزاد رکھا خواہ جسمانی تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔

کسب معاش

اس ماحول میں امام موصوف زندگی گزارتے تھے۔ زندگی کی سختیاں برداشت کرتے، عسرت وتنگدستی کا مقابلہ کرتے مگر عطیات اور تحفہ جات قبول نہ کرتے۔ کسب حلال کا آپ ہر لمحہ اور قدم قدم پر خیال رکھتے تھے کہ جو مال ان کے پاس آرہا ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی حرام ہونے کا تصور پیدا نہ ہوسکے۔ اگر ذرا سا شبہ بھی ہوجاتا تو فوراً واپس کردیتے خواہ اس کی واپسی کے بعد کتنا ہی تنگدستی اور عسرت سے دوچار کیوں نہ ہونا پڑے، لہذا احرام کے مقابلے میں تکالیف کو ترجیح دیتے۔ ایک بار امام موصوف کچھ بیمار ہوگئے تو آپ کے صاحبزادے آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے پاس کچھ روپیہ ہے جو متوکل نے ہدیہ کے طور پر دیا تھا کیا میں اس کو خرچ کرسکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہاں کرسکتے ہو۔ بیٹے نے عرض کیا: اگر ایسی کوئی رقم آپ کے پاس ہوتی تو آپ بھی اس کو اپنے تصرف میں لے آتے یہ سنا تو ارشاد فرمایا: بیٹے! میں خلیفہ کے عطایا کو حرام نہیں سمجھتا لیکن ان کا لینا، تزکیہ نفس کے خلاف سمجھتا ہوں۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ امام احمد خلفاء کے عطایا کو حرام اور ناجائز تو نہ خیال کرتے تھے مگر مشتبہ ضرور سمجھتے اور جب بھی کسی شے کے متعلق یہ تصور ہوجاتا کہ یہ مشتبہ ہے تو پھر اس کا استعمال میں لانا تزکیہ نفس کے خلاف سمجھتے۔

اخلاص

امام احمد بن حنبلؒ میں چوتھی اور مابہ الامتیاز خصوصیت یہ تھی کہ آپ طلب حقائق میں انتہائی اخلاص سے کام لیتے تھے اور اس خصوصیت کے سبب آپ اپنے دوسرے معاصرین کے مقابلے میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ ہر کام میں ایسا خلوص تلاش کرتے جس میں نفس کا کوئی دخل ہی نہ ہو۔ آپ صرف ایسے خلوص کے خواہاں تھے۔ ایک بار آپ حج کو جارہے تھے، راستہ میں ایک جگہ ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک مری ہوئی چڑیا ہے اور وہ اس کو چیر رہی ہے تاکہ کھالے۔ ابن مبارک ٹھٹک کر وہیں کھڑے ہوگئے اور لڑکی سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کر رہی ہو؟ اس نے جواب دیا:

میں اور میرا بھائی یہاں بالکل بے سہارا پڑے ہیں اور اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ نہ کھانے اور پیٹ پالنے کا کوئی سامان ہی ہے۔ اور اب کوئی صورت نہیں۔ ہمیں فاقہ سے آج تین دن گزر گئے ہیں اور مردار بھی ہمارے لئے حلال ہوگیا ہے، ہمارا باپ ایک مالدار شخص تھا۔ اس پر ظلم ہوا اور تمام مال چھین لیا گیا اور اسے غارتگروں نے قتل کردیا۔

ابن مبارک نے اپنے سیکرٹری سے دریافت کیا۔ زادراہ کی مد میں اب تمہارے پاس کتنی رقم باقی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ایک ہزار دینار۔ امام ابن مبارک نے حکم دیا۔ اس رقم میں سے صرف بیس دینار اپنے پاس رہنے دو۔ جو ہمیں کافی ہوجائیں گے، باقی رقم اس لڑکے کو دے دو۔ یہ کام حج سے زیادہ ثواب کا باعث ہے اور پھر وہ واپس چلے گئے۔ (تاریخ ابن کثیر)

صبر وتحمل

امام احمد میں سب سے زیادہ خوبی جوان اوصاف کے مقابلے میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے اور وہ وصف جو

آپ کی شہرت وعزت کا سب سے بڑا سبب بنا اور درحقیقت یہ وہ خوبی جو آپ کے تمام فضائل و خصائص اور صفات قدسیہ کی اصل او بنیاد ہے۔ جو آپ کی قوت ارادی، سچائی اور عالی ہمتی کے سبب تھی اور اس وجہ سے آپ نے اپنے جسم کو مصائب و آلام کے لئے وقف کردیا تھا اور اپنے نفس کو مطمئن اور پاک و صاف کرلیا، مصائب کے فتنوں میں مبتلا ہوکر اس طرح نکلے جیسے بھٹی سے تپا ہوا سونا نکلتا ہے اور پھر اپنے آپ کو ہر میل کچیل اور گھناؤنی فضاؤں سے پاک و صاف کرلیا۔ دنیاوی آسائش کے جال کو آپ نے کاٹا اور توڑ دیا اور ہر وہ شے ترک کردی جو مشکوک تھی اور ہر وہ چیز اختیار کرلی جو درجات تیقن کی حامی تھی۔ جاہ منصب نے انہیں دعوت دی مگر آپ نے رد کردی۔ زندگی کی آسائش و آرام اور کسی شے میں اپنا دل نہ پھنسایا۔ جس طرح صیقل شدہ اور صاف و شفاف بدن پر میل نہیں رہتا۔

امام احمد کی آزمائش تنگدستی، فقر و فاقہ اور غربت و افلاس سے بھی ہوئی مگر غربت نے ان کے قلب کو کثیف نہ کیا۔ فقر و افلاس نے آپ کی عقل کو فتنہ میں مبتلا نہ کیا۔ چار خلفائے وقت نے یکے بعد دیگرے آپ کو آزمائش کے میدان میں گھسیٹا لیکن اس امتحان کے بعد ایک باکباز اور ملک سرشت کی حیثیت سے باہر نکل آئے۔ اس وقت اختیار و آزمائش کے طریقے بھی نئے تھے۔ مامون نے قید و بند کے مصائب میں مبتلا کیا۔ آپ زندان خانے کی طرف چار دیواری میں اس طرح گئے کہ بیڑیوں کا وزن اور ہتھکڑی کی جھنکار چلنے نہ دیتی تھی۔ معتصم نے سزائے قید دی۔ کوڑوں سے پٹوایا۔ واثق نے پابندیاں عائد کیں اور زندگی تلخ کردی لیکن کوئی تکلیف ان میں تزلزل نہ لاسکی پھر ان کے بعد ایک بڑی بلکہ سب سے سخت آزمائش سے ہمکنار ہونا پڑا۔ متوکل نے سونے چاندی کے ڈھیر سامنے جمع کردیئے مگر آپ نے نہایت لاپرواہی سے سیم و زر کے انبار کو ٹھکرادیا۔ آپ نے نعمت سے مامور دستر خوان اس وقت بھی ٹھکرادیئے جب بھوک سے نڈھال ہوچکے تھے۔ سونے چاندی کی تھیلیاں اس وقت بھی واپس کردیں جب جیب بالکل خالی تھی۔ ریشم و دیباج کے لباس پر اس وقت بھی نگاہ نہ ڈالی جب بوسیدہ اور پرانا لباس جسم پر تھا۔ آپ نے کسی ایسی شے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا جو مشکوک یا شان تقویٰ کے خلاف تھی۔

امام احمد کے دور میں اور کسی کو ان کے مقابلے میں نہیں دیکھا جو دیانت و امانت میں بڑھا ہوا ہو اور ان سے زیادہ اپنے نفس پر قابو پانے والا ہو۔ فقہ پر عامل ہو، اخلاق بزرگانہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوں۔ دل میں اثبات ہو۔ (المناقب، ۲۱۴)

امام احمد عوام الناس میں سب سے زیادہ حیا دار، کریم النفس، حسن معاشرت اور تہذیب و اخلاق کے حامل تھے، لغویات سے الگ رہتے تھے، ہمیشہ نظر نیچی رکھتے۔ لبوں پر حدیث اور صالحین اور ان کی حکایات کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرتے۔ جو بھی ان سے ملتا خوش ہوتا۔ (المناقب، ۲۱۵)

یہ تھے امام احمد کے اخلاق اور عادات و خصائل، امام احمد نے رسالت مآب ﷺ کا منہاج اختیار کیا تھا۔ اسی کے نور کی روشنی حاصل کرکے دوسروں کی رہبری کی اور ہمیشہ اس آیت پر عمل کیا یعنی حضور ﷺ کی زندگی تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ (ماخوذ از امام احمد بن حنبل)

عوامی چیلنجز اور شیخ الاسلام

قسط دوم

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

نیو ورلڈ آرڈر کو چیلنج کرنا

جب امریکہ نے سوویت یونین کے خاتمہ پر اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے تناظر میں ساری دنیا کو اپنی سپر پاور کے تحت زیر تسلط رکھنے کا منصوبہ کل عالم انسانیت کے سامنے پیش کیا تو سارے عالم اسلام میں آپ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے اس نیو ورلڈ آرڈر کو چیلنج کیا اور آپ نے روزنامہ جنگ کے فورم پر عالم اسلام کی طرف سے نیو ورلڈ آرڈر کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہم اس نیو ورلڈ آرڈر کو مانتے ہیں جو پیغمبر اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل جاری کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ان الزمان قد استداد کھیئۃ یوم خلق اللہ السموات والارض. (سیرت ابن ہشام،۲:۶۰۴)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان (یعنی نظام عالم) کو جس حالت پر پیدا کیا تھا زمانہ اپنے حالات و واقعات کا دائرہ مکمل کرانے کے بعد پھر اس مقام پر دوبارہ آ گیا ہے۔

آپ نے مزید براں یہ کہا فی الحقیقت یہی وہ قیامت تک رسول اللہ کی زبان اقدس سے دیا ہوا نیو ورلڈ آرڈر ہے اب اس کے بعد کسی نیو ورلڈ آرڈر کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ کا دیا ہوا نیو ورلڈ آرڈر انسانیت کے لئے نجات کا باعث ہے جس میں تمام بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ہر قسم کے ظلم وستم، قتل و غارت گردی، فتنہ و دہشت گردی کے خاتمے کا نہ صرف اعلان کیا گیا ہے بلکہ اسلام کی طرف سے اس کا تحفظ دیا گیا ہے۔ آپ نے بڑے واشگاف الفاظ میں واضح کہا کہ انسانیت کی معراج نبی آخرالزماں کے دیئے ہوئے نیو ورلڈ میں ہے جو آپ نے تاریخ ساز خطبہ، خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر جاری کیا تھا۔ عالم اسلام قیامت تک اسی نیو ورلڈ آرڈر کی پیروی کرے گا، دنیا کے کسی حکمران، کسی حکومت اور کسی سپر پاور کے نیو ورلڈ آرڈر کو ہرگز قبول نہیں کرسکتا۔ اس حوالے سے تفصیلی معلومات آپ کی کتاب ''نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام''

میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ جبکہ CD کی صورت میں آپ کا خطاب بھی موجود ہے۔

فرقہ واریت کا چیلنج

تحریک منہاج ج القرآن کی بنیاد جب 1980ء میں رکھی گئی اس وقت پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین فرقہ وارانہ فسادات میں مبتلا تھا اور اس سے قبل بھی امت مسلمہ کے مختلف مکاتب علمی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کو کافر اور مشرک قرار دے رہے تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ دیا جارہا تھا اور اس حوالے ہر مسجد کا امام خود کفیل تھا اور وہ ذات رسول ﷺ جس کے ذریعے سے مسلمانوں کو مسلمانی کی پہچان ملی تھی اور جس کے تصدق سے ایمان نصیب ہوا تھا جس کے سبب اسلام اور خدا ملا تھا اسی ذات اقدس کو امت مسلمہ کے درمیان وجہ نزاع بنادیا گیا تھا، واعظین اپنی واہ واہ کے لئے اور عوام سے زیادہ سے زیادہ پیسے بٹورنے کے لئے اشتعال انگیز خطابات کررہے تھے۔ جس میں ایک فرقہ کا شخص رسول اللہ کی کسی شان کو ثابت کرتا تو دوسرے مکتب کا فکر اسی شان رسالتمآب ﷺ کے حوالے سے تنقیص کرتا۔ کوئی آپ کی شان اقدس کا اقراری ہوتا، کوئی آپ کی اعلیٰ صفات کا انکاری کرتا اور یوں مناظروں کا ماحول گرم ہوتا اور مناظروں سے بھی بات نہ بنتی تو تکفیر سازی کا ہتھیار استعمال کیا جاتا۔

جبکہ دوسری طرف کچھ لوگ شیعہ اور سنی کی جنگ بپا کئے ہوئے تھے۔ تکفیر سازی کے بعد قتل و غارت گری کا ماحول استوار کئے ہوئے تھے۔ غرضیکہ معاشرہ مذہبی منافرت کی انتہاؤں پر تھا ہر مسجد سے دوسرے کے لئے کفر کے فتوی جاری ہورہے تھے اور کچھ لوگ اس سے آگے بڑھ کر قتل و غارت گری اور ٹارگٹ کلنگ میں مصروف ہوچکے تھے۔

اندریں حالات شیخ الاسلام نے فرقہ واریت کو امت مسلمہ کے لئے ایک ناسور قرار دیتے ہوئے اور اس فتنے کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کرنے کے لئے منہاج القرآن علماء کونسل کے پلیٹ فارم سے علماء کرام و مشائخ عظام کے ساتھ متعدد اجلاس کئے اور اتحاد امت کے لئے ۱۲ نکاتی فارمولا دیا اور یہ تصور دیا کہ اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسرے مسلک کو چھیڑو مت، اور تمام تر اختلافات کو علمی سطح تک محدود رکھنے کا پیغام دیا۔ اس کے باوجود اگر کوئی پھر بھی فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے باز نہ آئے تو آپ نے اس کا حل اپنی معروف کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے'' میں دیا ہے۔ اگر حکومت وقت آپ کی ان تجاویز پر عمل پیرا ہوجائے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان کی سرزمین سے اس فتنہ، فرقہ پرستی کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

البتہ آپ نے اپنے طرز عمل سے، اپنے خطابات سے اور تحریرات کے ذریعے اختلافات کو علمی سطح تک

محدود رکھا، علمی اختلافات کی بنا پر کسی کو بھی آج تک اپنے معاصرین میں سے کافر قرار نہیں دیا۔ عصر حاضر کے تناظر میں آپ نے صرف ایک فتویٰ کفر جاری کیا ہے اور وہ سلمان رشدی ملعون کے بارے میں ہے جس کے لئے گستاخ رسول ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ اس کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی آپ نے ہمیشہ دعا ہی دی ہے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔

جدید سائنس کا چیلنج

عصر حاضر میں جدید سائنس کے بظاہر منابع یورپ سے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس سے بعض مسلمان مغرب کی اس سائنسی ترقی کی بناء پر مرعوب ہوجاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں جدید سائنس صرف مغرب ہی کا کارنامہ ہے اور مغرب ہی اس حوالے سے انسانیت کا محسن ہے جبکہ آپ نے اپنے متعدد خطابات کے ذریعے اور اپنی تحریرات کے حوالے سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جدید سائنس کے متعدد شعبہ جات کے بانی مسلمان سائنس دان ہیں۔ اس تناظر میں آپ کی کتاب مقدمہ سیرۃ الرسول میں بڑی تفصیلات کے ساتھ اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ آپ نے تاریخی تناظر قرطبہ اور اندلس کے تعلیمی اداروں اور وہاں پڑھانے والے مسلمان سائنس دانوں کو ہی جدید سائنس کا بانی ثابت کیا ہے۔

آپ نے دلائل کے ساتھ اس تصور کو بھی کلیتاً رد کیا ہے کہ اسلام جدید سائنس کا مخالف ہے بلکہ آپ نے یہ تصور دیا ہے کہ سائنس جتنی بھی ترقی کرلے وہ قرآن میں بیان کئے گئے علم الٰہی سے آگے نہیں بڑھ سکتی جب آپ نے اسی حقیقت کو واضح کیا کہ عیسائیت سائنس کی ترقی و ارتقاء کے وقت سخت مخالف تھی حتی کہ چرچ کے پادریوں اور سائنس دانوں میں خونی تصادم تک ہوا اور سینکڑوں سائنس دانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جبکہ اس کے برعکس تاریخ گواہ ہے کہ اسلام میں بڑے بڑے سائنس دان خود دین کے عالم بھی تھے اور اسلام کی پوری تاریخ میں سرے سے کبھی علماء اور سائنس دانوں کا ٹکراؤ ہوا ہی نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دامت برکاتہم العالیہ نے پہلی نزول وحی کی آیات سے بھی سائنسی علم کا اثبات کیا ہے اور اسی حوالے سے آپ کی درجہ ذیل تصانیف اسلام اور سائنس میں موافقت کے حوالے سے اس حقیقت کو بڑے واضح انداز میں عیاں کرتی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اسلام اور جدید سائنس　　　۲۔ تخلیق کائنات (قرآن اور جدید سائنس کا تقابلی مطالعہ)

۳۔ انسان اور کائنات کی تخلیق و ارتقاء　　　۴۔ Creation of Man

۵۔ Quran on creation and expansion of the universe

۶۔ Creation and evolution of the universe

اور اسلام اور سائنس میں مطابقت اور موافقت کے حوالے سے آپ کی ان خدمات کا اعتراف عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ڈاکٹر کیتھ ایل مور ٹورنٹو یونیورسٹی نے 11 مارچ 1995ء میں آپ سے ملاقات کے وقت اور آپ کی یہ کتاب کائنات کی تخلیق اور نظریہ ارتقاء Quran on creation and evolution of universe کو دیکھ کر اور آپ کی اس تحقیقی کاوش کو سراہتے ہوئے یوں کہا کہ ''جو کام میں برسوں کی تحقیق کے بعد نہ کرسکا وہ آپ نے صرف 12 دن میں پایہ تکمیل تک پہنچا کر واقعی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

انقلاب کا ماخذ مغربی علم ہے یا قرآن

دنیا میں جتنے بھی انقلابات بپا ہوئے ہیں ان سب کے روح کیا تھے اور ان میں موجود قوت محرکہ کیا تھی اور کس بنیاد پر اقوام نے ان انقلابات کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا۔ ان تمام چیزوں کا جائزہ اور بغور تجزیہ کرنے کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 88-1986ء میں قرآنی فلسفہ انقلاب کے حوالے منہاج یونیورسٹی میں طلباء اور تحریک رفقاء کے لئے لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا۔ ان لیکچرز میں آپ نے یہ بات واضح کی کہ انقلاب کا مدار اور انحصار کس بات پر ہوتا ہے آپ نے بتایا وہ تضاد ہے اس پر تمام انقلابی لیڈر متفق ہیں۔ اب اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

ا۔ کونسا تضاد ابھارا جائے　　ب۔ تضاد کس طرح ابھارا جائے

ج۔ تضاد کس وقت ابھارا جائے　　د۔ تضاد کس کے خلاف ابھارا جائے

مزید برآں آپ نے واضح کیا کہ تضاد ایسا ابھارا جائے جس سے انقلابیوں کی اپنے مشن اپنی قیادت اور اپنی جدوجہد کے ساتھ وفاداری یا عدم وفاداری ثابت ہوجائے۔ یہ تضاد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردے۔ نیز تضاد ایسا ہو جو انقلابیوں کو ایک لڑی میں پرودے اور وہ جسد واحد کی مثال بنتے ہوئے دکھائی دیں اور وہ تضاد اپنے اندر نتیجہ خیزی کی ضمانت لئے ہوئے ہو۔ تضاد بپا کرتے وقت قبل از وقت تصادم سے بچا جائے اور اپنی قوت میں مسلسل اضافہ کیا جائے تاوقتیکہ آپ کی للکار آپ کو فائدہ دے۔ بسا اوقات قبل از وقت تصادم کی صورت میں انقلابیوں کی قوت اصل مرحلے اور مطلوبہ ٹارگٹ سے پہلے ہی ختم ہوجاتی ہے۔ اس لئے اس بات کا اہتمام کرتا ہے کہ قوت کو قبل از وقت ضائع نہ ہونے دیا جائے اور اس تضاد کے نتیجے میں جو انقلاب بپا ہوگا اس کے لئے تین طرح کے ردعمل آئیں گے۔

ا۔ موافق　　۲۔ مخالفت　　۳۔ مفاد پرست

ہر ایک کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے یہ قیادت کے لئے ایک امتحان ہے۔

لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود انقلاب کی تھیوری کے حوالے سے مغربی انقلابی راہنماؤں کو یہ زعم ہے کہ انقلاب کا تصور تضاد ہم نے ہی متعارف کرایا ہے اور ہم نے ہی اسے جانا ہے۔ شیخ الاسلام نے انقلاب کے حوالے مغربی مفکرین اور انقلابی راہنماؤں کے اس دعوی کو مسترد کردیا ہے اور یہ بات ثابت کی کہ تضاد کا تصور سب سے پہلے قرآن ہی نے آج سے چودہ سو سال قبل دیا ہے اور اس بات کی تحقیق آپ نے 73-1972 کے ڈائری میں اور اپنے مجموعہ منتخبات القرآن (قلمی مسودہ) کے نام سے کی ہے۔ جس میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۳۶ سے بعضکم لبعض عدو کا حوالہ دیا ہے۔ یہ آیت کریمہ فلسفہ تضاد کو بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ گویا قرآن ہی انقلاب کے فلسفہ تضاد کی بنیاد ہے اسی وجہ سے آپ کے اپنی اس تاریخ ساز تحقیق اورعصر حاضر کے اس نئے علم کا نام ہی قرآنی فلسفہ انقلاب رکھا ہے۔

علاوہ ازیں احیائے اسلام اور غلبہ دین حق کے لئے انقلاب کو اپنا زندگی کا مقصد قرار دیتے ہوئے 1973ء کی ڈائری میں ہی آپ رقمطراز ہیں۔

''اگر اجتماعی زندگی کے تمام اداروں میں محرک عمل مطالبہ حقوق کی بجائے ایتائے حقوق اور ادائیگی قرار پائے اورقوت نافذہ کے ذریعے اس اصول کوعملاً رائج کیا جائے تو معاشی کشمکش کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے''۔

لیکن یہ کام ''انقلاب'' کے بغیر ممکن نہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ سرزمین پاک احیائے اسلام کے لئے عالمی انقلاب کا مرکز بن جائے یہاں زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب بپا ہوجائے اورفکروعمل کے پیمانے بدل جائیں۔ یہاں امن وسلامتی اورخوشحالی کا دور دورہ ہو،تعیش وآرام پرستی کا نام ونشان تک باقی نہ رہے محنت ومشقت ہرفرد کا زیور ہو دیانت وخلوص ہرفرد کی پالیسی ہو پھر پوری دنیائے اسلام متحد ہوکر ''اسلامک کامن ویلتھ کا قیام عمل میں لائے اور دین حق پھر ماضی کی طرح شان و شوکت کے ساتھ عالم انسانیت کا راہنما و رہبر بن جائے میں غریب، مظلوم بیکس اور افلاس زدہ انسانیت کی فلاح و نجات اورعروج وترقی صرف اورصرف اسلام کے ذریعے ممکن سمجھتا ہوں اور اسلام کا احیاء ایک زبردست ہمہ گیر انقلاب کے بغیر ممکن نہیں۔ انقلاب پر میرا ایمان ہے اورعظیم عالمی انقلاب میری زندگی کا واحد مقصد ہے''۔

سیاسی چیلنج: عوامی اتحاد کی سربراہی

18 مارچ 1998ء کو پاکستان کی 16 سیاسی جماعتوں پر مشتمل پاکستان عوامی اتحاد کا نام سے ایک سیاسی اتحاد وجود میں آتا ہے۔ آپ اس اتحاد کے پہلے سربراہ وصدر منتخب ہوئے ہیں۔ اس اتحاد میں پاکستان کی

سب سے بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہوتی ہے اور اس اتحاد کے بڑے بڑے ناموں میں سے یہ نام قابل ذکر ہیں۔ محترمہ بینظیر بھٹو شہید، نوابزادہ نصراللہ خان، جنرل (ریٹائرڈ) اسلم بیگ، حامد ناصر چٹھہ وغیرہ ان سب کی موجودگی میں پاکستان عوامی اتحاد کی سربراہی آپ کے سپرد کئے جانا اور آپ کو ان سب سیاسی راہنماؤں کی موجودگی میں بطور صدر پاکستان عوامی اتحاد منتخب کرنا درحقیقت آپ کی سیاسی قیادت (Political Leadership) کو تسلیم کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان عوامی اتحاد کے ملک کے طول وعرض میں سیاسی جلسوں نے بھی ایک عملی حقیقت کے طور پر آپ کی سیاسی لیڈرشپ پر بھی مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ جس کا اعتراف نہ صرف کروڑوں پاکستانیوں نے کیا ہے بلکہ سیاسی جماعتوں کے قائدین اور سربراہوں نے بھی واضح طور پر اس کا اظہار کیا ہے۔

اگر یہ سیاسی اتحاد اسی طرح چلتا رہتا تو آج پاکستان کا اقتصادی اور سیاسی نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ لیکن ہر جلسے میں اور ہر میٹنگ میں اور صحافیوں کے تندو تیز سوالات کا کامیاب سامنا کرتے اور ہر پلیٹ فارم پر موثر نمائندگی کی بناء پر اور بین الاقوامی سطح پر آپ کی ایک موثر شخصیت کے رعب نے دوسرے سیاسی راہنماؤں کو مرعوب کردیا۔ نتیجۃ وہ اپنے سیاسی مفاد کے تحفظ کے لئے خود ہی اس اتحاد سے الگ ہوگئے۔

الاتحاد العالمی الاسلامی کا قیام

یورپ میں اسلام کے حقیقی پیغام، امن وسلامتی، بین المذاہب مکالمہ، بنیادی انسانی حقوق، اسلام کی تعلیمات کے حوالے سے شکوک وشبہات کے خاتمے، دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ واشاعت، عالم انسانی اور عالم اسلام کے اتحاد کے لئے اور اس حوالے کی جانے والے کاوشوں کو موثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے 19 جون 1988ء کو انٹرنیشنل ویمبلے کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قدوۃ الاولیاء حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانیؒ نے کی عرب وعجم سے ہزاروں علماء مشائخ اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ یہ عالم اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع تھا۔ اس اعتبار سے امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے یہ ایک عظیم کانفرنس ثابت ہوئی اور اسی کانفرنس میں عالم اسلام کے اتحاد کے لئے الاتحاد العالمی الاسلامی کا قیام عمل میں آیا۔ کانفرنس کے شرکاء نے اتفاق رائے سے آپ کو اس کا سیکرٹری جنرل اور الشیخ سید محمد یوسف ہاشمی الرفاعی (کویت) کو اس کا صدر منتخب کیا۔

عالم اسلام کے اتحاد کے حوالے سے آپ نے مختلف پلیٹ فارم پر جاکر اس صدائے حق کو نہ صرف بلند کیا بلکہ عالم اسلام کی مقتدر قوتوں کو اس کی عملی اہمیت سے بھی آگاہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے المؤتمر العالمی الاسلامی الشعبی کے پلیٹ فارم سے بھی عالم اسلام کے اتحاد پر زور دیا اور آپ نے اس کے مختلف اجلاسوں مین

شریک ہو عالم اسلام کی قیادت کو عالم اسلام کے وسائل کو یکجا کر کے امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کی کاوشوں کی طرف متوجہ کیا اور عالم اسلام کو سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی اور صحافتی سطح پر متحد ہونے کے لئے بھرپور ترغیب دی اور آپ کے ان ہی بلند پایہ خیالات، افکار اور اعلیٰ عزائم سے متاثر ہوکر الموتر العالمی الاسلامی الشعبی کی انتظامیہ نے آپ کو اس تنظیم کی صدارت کا عہدہ قبول کرنے کی درخواست کی۔

قومی اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ

اقتدار اور کرسی کو لوگ اپنی منزل بنالیتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں گذشتہ چند دہائیوں سے یہ کلچر عام ہوگیا ہے کہ کچھ بھی ہوجائے استعفیٰ نہیں دینا۔حتی کہ جرم بھی ہوجائے تو پھر بھی استعفیٰ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چہ جائیکہ اصولوں کی خاطر اور آئین کی پاسداری کے لئے، امہ جمہوری روایات کو پروان چڑھانے کے لئے استعفیٰ دیا جائے تو گویا ہمارا موجودہ کلچر ہے کہ استعفی اصول اور سچ کی خاطر یا جھوٹ، الزام اور جرم کسی بناء پر بھی نہیں دینا ہے۔اس کلچر کو چیلنج کرتے ہوئے جمہوری اور اصولی روایات کو فروغ دینے سچ اور حق کے لئے، اصول اور آئین کے لئے، اخلاق اور ارفع مقاصد کے لئے اجتماعی روش سے ہٹ کر کرسی اقتدار کو آپ نے ٹھکرادیا اور آئین کی خلاف ورزی کی بناء پر اور جنرل پرویز مشرف کے بیک وقت دو عہدے غیر آئینی طور پر اپنے پاس رکھنے پر اور اس حوالے سے بل کی قومی اسمبلی سے منظوری پر احتجاج کرتے ہوئے آپ نے 15 اکتوبر 2004ء میں قومی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہونے کا اعلان کردیا اور آپ نے یہ اعلان قومی اسمبلی کے فلور پر بھرپور احتجاج اور اپنے ولولہ انگیز خطاب کے ذریعے قومی اسمبلی کے تمام ممبران کو مخاطب کرتے ہوئے کیا اور اس بل کو مسترد کرتے ہوئے قومی اسمبلی کی سیٹ کو چھوڑنے کا اعلان کردیا۔

اگرچہ بعد ازاں حکومتی اور سیاسی جماعتوں کی سطح پر آپ سے استعفی واپس لینے کے لئے درخواست کی گئی لیکن آپ نے اپنے اعلان اور فیصلے کو واپس لینے سے انکار کردیا۔آپ کے اس تاریخی فیصلے نے پاکستان کی قومی سیاست پر دیرپا اثرات مرتب کئے اور سیاسی لیڈروں کو اصولوں کی خاطر کرسی اقتدار کو چھوڑنے کی ترغیب دی۔عوامی سطح پر اس کی بے پناہ پذیرائی ہوئی اور سیاسی لیڈروں نے بھی بعد ازاں اس کو خوب سراہا۔ یوں پاکستانی سیاست میں اصولوں کی خاطر اقتدار کو چھوڑ دینے کی پہلی مرتبہ وہ اعلیٰ قدر جو مفقود ہوگئی تھی آپ کے تاریخی فیصلے کے ذریعے دوبارہ زندہ ہوگئی۔

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکمیل (ایک عملی حقیقت کے روپ میں)

برصغیر پاک و ہند میں روایات اور واقعاتی انداز میں سیرت عربی، فارسی اور اردو میں لکھی جاتی ہیں۔

18 صدی میں جدید سیرت نگاری کی ابتداء ہوتی ہے اور اس میں مستشرقین کے اعتراضات اور ان کی طرف سے اٹھائے گئے شبہات کے تناظر میں سیرت کو رقم کیا جانے لگتا ہے۔ جدید سیرت نگاری میں اکثر سیرت نگار مدافعتی ذہن کے ساتھ سیرت کو لکھتے ہیں اور بعض مستشرقین کے اعتراضات کو غیر اعلانیہ طور پر تسلیم کرتے ہوئے ان ہی موضوعات کا جواب دینے کی بجائے از خود تنقید شروع کر دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام نے سیرت کو مدافعانہ اور معذرت خانہ انداز سے ہٹ کر سیرت کو قرآنی اصول ''اسوہ حسنہ'' کے تناظر میں قرآنی آیات کی روشنی میں بعثت مصطفیٰ کے مقاصد اور ختم نبوت کے عظیم منصب اور رسالت مصطفیٰ کی دائمیت اور عالمگیریت اور فی زمانہ آپ کے اسوہ حسنہ کی ساری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہونا اور قیامت تک ساری انسانیت کے لئے بالعموم اور امت مسلمہ کے لئے بالخصوص ہادی و راہنما کی حقیقت عظمیٰ کے تصور کے ساتھ سیرۃ الرسول کو 10 جلدوں میں رقم کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پڑھنے والا جب پہلی جلد مقدمہ سیرت الرسول کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ آپ کے اسلوب سیرت سے اچھی طرح آگاہ ہوجاتا ہے برصغیر پاک و ہند کے جدید سیرت نگاروں میں یہ اسلوب کسی اور کے ہاں نظر نہیں آتا اور نہ ہی ایسا مواد سیرت کی دوسری کتب میں اس انداز اور نہج سے میسر آتا ہے۔

آپ کے اسلوب سیرت میں، سیرت کے واقعاتی رنگ کی بجائے عملی رنگ کا غلبہ نظر آتا ہے اور آپ سیرت الرسول کو ایک زندہ و جاوید حقیقت کے طور پر پیش بھی کرتے ہیں اور اس کو اسی انداز میں تسلیم بھی کرتے ہیں، آپ کا انداز بیان جذبات کو ایک داعیہ دیتے ہوئے اور عمل کو ایک نیا رخ دیتے ہوئے اور سوچ کو ایک نیا زاویہ فکر دیتے ہوئے واضح طور پر محسوس ہوتا ہے اور اس بات کی تائید فقط مقدسہ سیرت الرسول کے ان عنوانات سے ہی ہوجاتی ہے۔

بیان سیرت کا منہاج و اسلوب، قرآنی اسلوب کا جمالیاتی پہلو اور بیان سیرت، اسلوب سیرت اور صحابہ کرام کا طرز عمل، مطالعہ سیرت النبی کی ضرورت و اہمیت، مطالعہ سیرت کی تاریخی ضرورت، مطالعہ سیرت کی علمی و ثقافتی خدمات، مطالعہ سیرت کی عصری اور بین الاقوامی ضرورت، مطالعہ سیرت کی نظریاتی اور انقلابی ضرورت وغیرہ اسی طرح کا منفرد اسلوب دوسری جلدوں میں ہے۔

بہر حال 1995ء میں سیرت الرسول پر کام شروع ہوا اور 2000ء تک پانچ سالوں میں یہ مکمل ہوگیا اور اب یہ سارے کا سارا کتابی صورت میں چھپ چکا ہے اور آئے روز اس کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اَلنُّوْرُ ......نور عطا کرنے والا

وظیفہ برائے حصول انوارِ الٰہی: یَا نُوْرُ

فوائد و تاثیرات: حصول انوارِ الٰہی کے لئے یہ وظیفہ نہایت مفید اور مؤثر ہے۔ یہ وظیفہ کرنے والا لوگوں کو راہِ مستقیم کی طرف ہدایت دینے والا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی صاحب حال شخص اس کا ورد کرے تو اس کے دل کا نور اس کے چہرہ سے ظاہر ہو جاتا ہے اور ذکر الٰہی کے وقت بھی اس کا منہ نورِ الٰہی کا مصدر بن جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص تاریک کمرے میں آنکھیں بند کر کے یا نور کا ذکر کثرت سے کرے تو اس پر حال طاری ہوتا ہے اور اس کا قلب انوار الٰہی سے بھر جاتا ہے۔ اہل کشف و بصیرت کے لئے یہ اسم پاک خاص تاثیر رکھتا ہے۔

❁ اگر کوئی شخص شبِ جمعہ ۷ مرتبہ سورہ نور کی تلاوت کرنے کے بعد ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ اس اسم پاک کا ذکر کرے تو اس کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور جو کوئی صبح کے اوقات میں پابندی سے ذکر کرے تو اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

❁ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

اَلْهَادِیُ ...... ہدایت دینے والا

ہدایتِ الٰہی اور ماں کے دودھ کی طرف رغبت کا وظیفہ: یَا هَادِیُ

فوائد و تاثیرات: معرفتِ الٰہی کے حصول کے لئے اس اسم پاک کا وظیفہ نہایت مفید ہے، اس کے ذکر سے بندہ جملہ دینی و دنیاوی امور میں اپنے اور دیگر مخلوق کے لئے ھادی و رہنما بن جاتا ہے۔ اگر کوئی بچہ ماں کے دودھ کی طرف رغبت نہ رکھتا ہو تو اس کے باعث وہ دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی مسافر راستے سے بھٹک جائے تو اس کے ورد سے اسے راستہ مل جاتا ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

☆ اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

گلدستہ

مرتّبہ: ملکہ صبا

کلام اقبال

یہ شالا مار میں اک برگ زرد کہتا تھا
گیا وہ موسم گل جس کا راز دار ہوں میں

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرین چمن
انہی کی شاخ نشیمن کی یادگار ہوں میں

ذرا سے پتے نے بیتاب کردیا دل کو
چمن میں آکے سراپا غم بہار ہوں میں

خزاں میں مجھ کو رلاتی ہے یاد فصل بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں

اجاڑ گئے عہد کہن کے میخانے
گزشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں

پیام عیش و عسرت ہمیں سناتا ہے
ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

(بانگ درا:۲۷۸)

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

اقوال زریں

۱۔ عیش پسندی سے بچو، اللہ کے بندے عیش پسند نہیں ہوتے۔ (حضور نبی اکرم ﷺ)

۲۔ تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

۳۔ زیادہ ہنسنا موت سے غفلت کی نشانی ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۴۔ گناہ کسی نہ کسی صورت میں دل کو بے قرار رکھتا ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

۵۔ اگر تم کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوجاتے ہو تو یہ نہ سمجھنا کہ وہ کتنا بے وقوف ہے بلکہ یہ سمجھنا کہ اس کو تم پر اعتبار کتنا تھا۔ (حضرت علیؓ)

۶۔ سب سے بڑا سخی وہ انسان ہے جو کسی ایسے کو عطا کرے جس سے کسی قسم کی توقع نہ ہو۔ (امام حسینؓ)

۷۔ توبہ و استغفار سے راہِ حق کی تلاش میں مدد ملتی ہے۔ (داتا علی ہجویریؒ)

۸۔ منزل حق کے حصول کے لئے نماز نہایت ضروری ہے کیونکہ مومن کی معراج ہی نماز ہے۔ (خواجہ غریب نوازؒ)

روزہ داروں کیلئے کھجور کے فوائد

رمضان کے دنوں میں کھجور سے روزہ کھولنا مسلمانوں کی ایک روایت ہے یہی طریقہ سنت نبوی ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ لہذا اس عمل کے باعث ہمیں سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے پر ثواب بھی ملتا ہے۔ یوں کھجور سے روزہ کھولنے پر مسلمان عرصہ دراز سے عمل پیرا ہیں مگر جدید سائنس نے اس کی ایسی خوبیاں دریافت کی ہیں جو روزہ کھولنے کے حوالے سے اس میں منفرد پائی جاتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

☆ کھجور میں چونکہ شکر کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس کے کھاتے ہی جسم میں توانائی اپنا اثر دکھانے لگتی ہے جس کی دن بھر کے روزے کے بعد شدت سے ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

☆ جسم میں کھجور کے ذریعہ شکر پہنچتے ہی دن بھر سے سست پڑا ہوا نظام انہضام متحرک ہوجاتا ہے اور جو توانائی جسم کو ملتی ہے اس کی مدد سے وہ افطار اور اس کے بعد کھائی جانے والی دیگر مختلف اشیاء کو ہضم کرنے میں معاونت کرتی ہے۔

☆ کھجور چونکہ آسانی سے ہضم ہوجاتی ہے اس لئے روزہ دار کے معدے کو زیادہ بوجھ برداشت نہیں کرنا پڑتا ہے۔

☆ جب ہمارا جسم کھجور میں موجود غذائیت بخش اجزاء جذب کرلیتا ہے تو بھوک کا احساس کم ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کھجور سے روزہ کھولنے کے بعد عام طور پر عرب باشندے پانی اور روایتی قہوہ پی کر نماز مغرب ادا کرتے ہیں اور پھر نماز سے فارغ ہوکر رات کا کھانا کھالیتے ہیں اس طرح سحری میں بھی ان کے معدے میں گرانی محسوس نہیں ہوتی۔ سحری میں بھی کھجور کھانا سنت ہے۔

☆ افطار میں کھجور کھانے کے بعد روزہ دار کی بھوک بڑی حد تک کم ہوجاتی ہے اور وہ بعد میں بسیار خوری سے گریز کرتا ہے جو بدہضمی کا سبب بنتا ہے۔

☆ رمضان میں چونکہ کھانے کے اوقات تبدیل ہوجاتے ہیں اور ریشہ دار غذاؤں کا استعمال بھی کم ہوتا ہے جبکہ تلی ہوئی چیزیں زیادہ استعمال ہوتی ہیں اس لئے اکثر روزہ دار قبض اور پیٹ پھولنے کی شاکی ہوتے ہیں لیکن کھجور میں موجود حل پذیر ریشے روزہ دار کو قبض کی اذیت سے بھی بچاتے ہیں۔

☆ ہمارے جسم کو توانائی شکر سے ملتی ہے یعنی ہم جتنی بھی غذائیں کھاتے ہیں وہ شکر میں تبدیل ہوکر توانائی فراہم کرتی ہیں اس لحاظ سے کھجور کو توانائی کا خزانہ کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس میں تینوں اقسام کی شکر گلوکوز، فرکٹوز اور سکروز وافر مقدار میں شامل ہوتی ہے۔ اس طرح کھجور کی صورت میں جسم کو ایک اہم ترین غذائیت فراہم ہوتی ہے جس کے بغیر جسمانی، دماغی اور اعصابی خلیات کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یادگار کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب

گذشتہ ماہ شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یادگار کا سنگ بنیاد پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں رکھا گیا، تقریب میں مرکزی امیر تحریک صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، مرکزی صدر عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، مرکزی نائب صدر تحریک بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد، ویمن لیگ کی صدر فرح ناز، ناظم اجتماعات جواد حامد، نائب صدر PAT پنجاب راجہ زاہد محمود، ناظم تحریک لاہور حافظ غلام فرید و دیگر رہنماؤں نے تقریب میں خصوصی شرکت کی۔ سنگ بنیاد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اہلیہ محترمہ رفعت جبیں قادری نے شہداء ماڈل ٹاؤن کے خاندان کے افراد اور زخمیوں کے ہمراہ رکھا اور شہداء انقلاب کیلئے خصوصی دعا بھی کی۔ اس رقت آمیز دعا سے ہر آنکھ اشکبار ہوگئی۔

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی اہلیہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نمرود اور فرعون نے بھی اپنا اقتدار بچانے کیلئے قتل عام کروایا تھا مگر وہ احتساب اور انجام سے نہ بچ سکے۔ حکمرانوں کے خزانوں میں اتنا پیسہ نہیں کہ وہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے باہمت اور پرعزم کارکنوں کو خرید سکیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن پوری دنیا کیلئے ایک دردناک اور المناک واقعہ ہے۔ حکمرانوں نے بے گناہوں کا خون بہا کر اپنے چہروں پر جو سیاہی ملی اس کے داغ قیامت تک نہیں دھلیں گے۔ 17 جون کو ریاستی ادارے پولیس نے بے گناہوں کو قتل کیا حالانکہ انہوں نے معصوم لوگوں کو تحفظ دینے کا حلف اٹھا رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ دہشتگردی کی عدالتیں قاتل پولیس والوں کی جھوٹی گواہیوں کی وجہ سے عوامی تحریک کے کارکنوں کو سزائیں سنا رہی ہیں جس کا دلی دکھ ہے۔ تقریب میں جن شہداء کے خاندان کے افراد نے شرکت کی ان میں شہید عمر صدیق، تنزیلہ امجد، شازیہ مرتضٰی، محمد اقبال، عاصم حسین، غلام رسول، حکیم صفدر حسین، محمد رضوان، حافظ خاور محمود، رفیع اللہ، ڈاکٹر محمد الیاس، عبدالمجید، سیف اللہ چٹھہ، رفیع اللہ نیازی، گلفام، شہید محمد آصف شامل ہیں۔

شیخ الاسلام کی طرف سے ماڈل ٹاؤن کے شہید اقبال کے اہل خانہ کیلئے پانچ مرلے کا گھر

گذشتہ ماہ پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی صدر ڈاکٹر رحیق عباسی اور سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈا پور نے چونگی امر سدھو میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہید محمد اقبال کے اہل خانہ کو نو تعمیر شدہ پانچ مرلے کے گھر کی چابیاں دیں۔ اس موقع پر ناظم لاہور حافظ غلام فرید، ثاقب بھٹی، ڈاکٹر تنویر اعظم، ساجد اصغر و دیگر کارکنان موجود تھے۔ شہید محمد اقبال کے اہل خانہ گھر کی چابیاں وصول کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے، اس موقع پر گفتگو کرتے

ہوئے مرکزی صدر ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے کہا کہ شہدا کے اہل خانہ سے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنے بچوں کی طرح سلوک کر رہے ہیں۔ انہوں نے شہداء ماڈل ٹاؤن کے اہل خانہ کی کفالت کا جو عزم کیا تھا اسے پورا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں فخر ہے کہ شہدا کے اہل خانہ نے حکمرانوں کی طرف سے کروڑوں روپوں کی پیشکش کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑادیا ہے۔ اور شہدا کے اہل خانہ بھی شہیدوں کی طرح پر عزم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم انصاف لینے کیلئے ہر حد تک جائینگے اور ایک ایک خون کے قطرے کا حساب لیں گے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اسی ماہ پاکستان آ جائینگے۔

مرکزی سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈا پور نے کہا کہ شہدا کے لواحقین عزم، صبر اور قربانی کی قابل فخر مثال ہیں۔ ہم ان شہدا کے لواحقین کو سلام پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جے آئی ٹی کی رپورٹ ایک قاتل کو دوبارہ کابینہ میں شامل کرنے کیلئے حاصل کی گئی۔ اس جے آئی ٹی کی تشکیل کا مقصد اور مینڈیٹ بھی یہی تھا۔ ابھی تک سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تفتیش کا آغاز نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ قاتل جتنے بھی با اثر کیوں نہ ہوں قانون کے شکنجے سے نہیں بچ سکیں گے۔شہید اقبال کے اہل خانہ نے کفالت کا وعدہ پورا کرنے اور گھر دینے پر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا شکریہ ادا کیا اور انکی صحت یابی کیلئے دعا کی اور اس عہد کا اعادہ کیا کہ ظلم اور نا انصافی کے خاتمے کیلئے ہم سب جانی و مالی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔

امریکہ: نیوجرسی میں شبِ برات کا روحانی اجتماع

منہاج القرآن انٹرنیشنل امریکہ کے زیرِاہتمام 2۔ جون 2015ء کو منہاج القرآن ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سینٹر نیوجرسی میں شبِ برات کے موقع پر روحانی اجتماع کا انعقاد اور شب بیداری کا اہتمام کیا گیا، جس میں خواتین وحضرات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز نمازِ مغرب کے بعد شبِ برات کے خصوصی نوافل کی ادائیگی، وظائف و اوراد، سورہ یٰسین اور سورہ الدخان کی تلاوت کے ساتھ کیا گیا۔ نمازِعشاء کے بعد روحانی اجتماع کے دوسرے سیشن میں محفلِ نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کی گئی, جس میں حافظ معاذ احمد اور محسن احمد نے تلاوت قرآن پاک، محمد اصغر، محمد سلیم شیخ، محمد ابراہیم، ساجد سید، محمد اقبال اور ماسٹر منیر احمد نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کی۔ منہاج القرآن اسلامک سینٹر نیوجرسی کے ڈائریکٹر علامہ محمد شریف کمالوی نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ برات کو شبِ توبہ اور شبِ مغفرت بنایا ہے تاکہ ہم اس رات اپنے گناہوں پر نادم ہو کر سچی توبہ کرسکیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کریں۔ شبِ برات کو توبہ کی قبولیت بڑھ جاتی ہے۔

اس موقع پر منہاج القرآن ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سینٹر نیوجرسی کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہر ہفتہ کو صبح 11 بجے سے 1 بجے تک خواتین اور ہر روز نمازِ عشاء کے بعد مردوں کے لیے ترجمہ وتفسیر اور تجوید کی کلاسز

ہوتی ہیں، جبکہ بچوں کے لیے سنڈے سکول اور ناظرہ کی کلاسز بھی شروع کی جاری ہیں۔

یوم شہداء کی برسی کے موقع پر احتجاجی اجتماع

مورخہ 16 جون کو بعد از نماز عشاء شہدائے ماڈل ٹاؤن کی سالانہ برسی اور احتجاجی اجتماع مرکزی سیکرٹریٹ تحریک کے وسیع پارک میں منعقد کیا گیا۔ اس سالانہ احتجاجی اجتماع میں تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین القادری اور فیڈرل کونسل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی طور پر شرکت کی جبکہ احتجاجی جلسہ سے تحریک انصاف کے رہنما شاہ محمود قریشی، عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید، تحریک وحدت المسلمین کے سربراہ راجہ ناصر عباس، سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا، پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر میاں منظور وٹو، تحریک انصاف کے رہنما چودھری سرور، جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے خطاب کیا۔ جبکہ مرکزی صدر جمیعت علماء پاکستان نیازی گروپ پیر سید معصوم حسین نقوی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ زنجانیہ پیر سید طاہر سجاد کاظمی زنجانی، زیب سجادہ آستانہ عالیہ حق باہو والٹن پیر اختر رسول قادری، شارح ترمذی پیر علامہ ارشد القادری نے تقریب میں خصوصی شرکت فرمائی۔ شہداء ماڈل ٹاؤن کے ورثاء خصوصی طور پر الگ سٹیج پر تشریف فرما تھے، جن کے خطابات بھی ہوئے۔

تقریب کی صدارت مرکزی امیر تحریک صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے فرمائی جبکہ مرکزی صدر عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈا پور، نائب صدر تحریک بریگیڈیئر اقبال احمد، ناظم اجتماعات جواد حامد، مرکزی ناظم علماء کونسل علامہ سید فرحت حسین شاہ، مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، مرکزی صدر ویمن لیگ محترمہ فرح ناز اور دیگر قائدین سٹیج پر موجود تھے۔ اس موقع پر لندن سے ویڈیو لنک کے ذریعے خصوصی خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حکمرانوں سے سوالات کرتے ہوئے کہا کہ حکمران قتل و غارت گری کے باوجود ہمارے ایمان کی دولت سے مالا مال کارکنوں کا حوصلہ نہیں توڑ سکے۔ انہوں نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتل اور منصوبہ ساز شہباز شریف اور نواز شریف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن سے ایک دن قبل آئی جی پنجاب کیوں بدلا گیا؟ صوبہ میں قتل کے ہر ملزم کو پروٹوکول کیوں میسر ہے؟ ڈاکٹر توقیر شاہ کو کس جے آئی ٹی اور کس فورم نے کلین چٹ دی کہ اسے سفیر بنا کر ڈبلیو ٹی او میں بھجوا دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں شکست ہوئی نہ ہوسکتی ہے، شکست ان کو ہوتی ہے جو حکومتوں اور لوٹ مار کی دولت بچانے کیلئے ضمیر اور مفادات کے سودے کرتے ہیں۔ انصاف کے حصول کیلئے آخری سانس تک لڑیں گے اور مظلوموں کو انصاف دلوا کر دم لیں گے۔ ہمارے مزدور اور غریب کارکنوں نے حکمرانوں کے خزانے پر لعنت بھیجی۔

تحریک انصاف کے وائس چیئرمین شاہ محمود قریشی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عمران خان کی خصوصی ہدایت پر شہداء ماڈل ٹاؤن سے اظہار یکجہتی کیلئے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو ظالموں اور مظلوموں کی شناخت

ہو چکی ہے۔ اس سے بری خبر کیا ہوگی کہ شہداء ماڈل ٹاؤن کا قاتل قانون کا قلمدان سنبھالے ہوئے ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن پر انصاف ہوا ہوتا تو سانحہ ڈسکہ، راولپنڈی اور فیصل آباد میں ہمارا کارکن حق نواز شہید نہ ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ دھاندلی اور مظلوموں کو انصاف دلانے کیلئے ہم ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ساتھ کل بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دیوانوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔

عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے کہا کہ جے آئی ٹی جھوٹوں کی آرگنائزیشن کے سوا کچھ نہیں۔ اگلے یوم شہداء سے قبل یہ چور ڈاکو اور قاتل ختم ہو چکے ہونگے، بکرا لیٹ گیا تھا قصائی کی چھری کھنڈی نکلی۔ گونواز گو کے نعرے سے ہٹنے والوں کی سیاست ختم ہو جائے گی۔ 7 خاندان ملک کو لوٹ رہے ہیں۔ اس ملک پر یہ وقت بھی آنا تھا کہ رانا ثناء اللہ جیسے لوگوں نے بھی کہنا تھا کہ ہم راجپوت ہیں۔

شہیدہ تنزیلہ امجد کی بیٹی بسمہ امجد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منصف اعلیٰ نے سپریم کورٹ میں بینر لگانے پر سوموٹو ایکشن لے لیا تھا میری ماں کا کیا قصور تھا اس پر مجھے انصاف کیوں نہیں ملا؟

مجلس وحدت المسلمین کے سربراہ راجہ ناصر عباس نے کہا ظلم بڑھ گیا ہے اور مظلوم اکٹھے ہو کر ظالموں سے لڑیں گے۔ شہیدوں کا خون اپنا راستہ خود بنائے گا۔ بہادر آدمی ظالم نہیں ہوتا۔ حکمران دھاندلی زدہ الیکشن کمیشن کے ذریعے مقرر ہوئے۔ نہ ڈریں گے نہ جھکیں گے نہ بکیں گے، سانحہ ماڈل ٹاؤن کا انصاف لیکر رہیں گے۔

پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر میاں منظور احمد وٹو نے کہا کہ غاصب حکمرانوں کے خلاف پہلے بھی شریک سفر تھے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کے خلاف اب بھی اکٹھے ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور ان کے کارکنوں کو یقین دلاتا ہوں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف تک ان کے ساتھ ہیں۔ عدالت عظمیٰ کے معزز ججز 14 شہیدوں پر سوموٹو ایکشن کیوں نہیں لیتے۔ میں بھی وزیراعلیٰ رہا ہوں جانتا ہوں وزیراعلیٰ کے حکم کے بغیر پولیس گولی چلانے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو خوفزدہ کرنے کیلئے ماڈل ٹاؤن میں خون کی ہولی کھیلی گئی۔

سابق گورنر پنجاب چودھری محمد سرور نے کہا کہ حکومت نے بیریئر ہٹانے کی آڑ میں جو خون بہایا اس پر دلی دکھ ہے۔ بیٹوں اور بیٹیوں کو گولیاں لگیں اور قاتل دندناتے پھریں یہ دکھ ناقابل برداشت ہے۔ ایسی پولیس کے ساتھ ملک آگے نہیں بڑھ سکتا۔

سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا نے کہا کہ آج میٹرو بسیں تو ملتی ہیں پر قاتلوں کو سزائیں نہیں ملتیں۔ شہباز شریف سب سے بڑا ٹارگٹ کلر ہے۔ سب سے پہلے اس کا کیس فوجی عدالت میں چلنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ رانا ثناء اللہ نے نجی محفل میں دھمکیاں دیں۔ مجھے وعدہ معاف گواہ بنایا جائے تو شہباز شریف کے قتل عام کا سارا قصہ بے نقاب کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں انصاف ملتا نہیں بکتا ہے۔

مرکزی صدر پاکستان عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق عباسی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قاتل حکمران دیکھ لیں کہ شہداء ماڈل ٹاؤن کے لواحقین، ان کے عزیز و اقارب آج بھی پہلی صفوں میں بے خوف اور نڈر بیٹھے ہیں۔

انہوں نے ظلم کے خاتمے کیلئے جانیں دیں اور اب انصاف کیلئے بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ انہوں نے تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین کی طرف سے احتجاجی اجتماع میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔

اجتماع سے محترم عامر فرید کوریجہ، محترمہ راضیہ نوید، محترم رفیق نجم، محترم اشتیاق چودھری ایڈووکیٹ، محترمہ عائشہ شبیر، محترم علامہ انوار مصطفیٰ ہمدمی نے بھی خطاب کیا۔ ہزاروں کارکنان نے احتجاجی جلسہ میں شرکت کی۔ شرکائے جلسہ نے گونواز گو اور قاتل حکومت نامنظور کے فلک شگاف نعرے لگائے۔

مجلس وحدت المسلمین کے زیراہتمام ''چھٹا مرج البحرین جشن''

مجلس وحدت المسلمین شعبہ خواتین کے زیراہتمام 26 اپریل کو ایوانِ اقبال لاہور میں ''چھٹا مرج البحرین جشن'' کا انعقاد ہوا جس میں مجلس وحدت المسلمین کے مرکزی رہنما محترم علامہ راجہ ناصر عباس، علامہ امین شہیدی، محترمہ خانم سکینہ مہدوی، محترمہ خانم ہما نقوی، الکوثر یونیورسٹی کی پرنسپل محترمہ خانم ذکیہ، سول سوسائٹی سے محترم عبداللہ ملک، چینل 92 کے ہیڈ محترم نذیر احمد غازی اور ملک کے نامور شاعر محترم انوار مسعود کے علاوہ ملک کی ممتاز شخصیات موجود تھیں۔ جشن میں منہاج القرآن ویمن لیگ سے تین رکنی وفد نے شرکت کی جن میں مرکزی ناظمہ دعوت محترمہ گلشن ارشاد، صدر ایم ایس ایم سسٹرز محترمہ انعم ریاض اور نائب ناظمہ دعوت محترمہ سعدیہ حفیظ شامل تھیں۔

اس موقع پر منہاج القرآن ویمن لیگ کی نمائندگی کرتے ہوئے محترمہ گلشن ارشاد نے خطاب کیا اور سیدہ کائنات کی شان بیان کرتے ہوئے کہا سیدہ کائنات وہ ہستی ہیں جو تاجدار کائنات کے انوار صحبت سے بلا واسطہ اکتساب کرتی رہی ہیں۔ آپ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوضات کی قاسم ومختار ہیں۔ آپ لختِ جگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ کائنات کی تمام عورتوں کیلئے بالعموم اور مسلمان خواتین کیلئے بالخصوص حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ذات بابرکات اسی طرح کامل اسوہ ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ قرار دیا۔ شہزادی کونین اور شمع شبستان حرم نبوی حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی پاکیزہ سیرت اور حیات طیبہ ہر دور میں خواتین کیلئے نمونہ کمال اور واجب الاتباع ہے۔ آپ قابل فخر بیٹی، بے نظیر زوجہ اور بے مثال ماں ہیں۔ سیدہ کائنات زہد و ورع، تقویٰ وطہارت، صبرورضا، حیاء و پاکدامنی کا پیکر ہیں، آج کے ترقی یافتہ معاشرے میں اگر خواتین اپنا وقار عزت ومرتبہ اور حقیقی مقام حاصل کرنا چاہتی ہیں تو انہیں چادر زہرہ کے سائے میں آنا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ معاشرے میں خواتین میں اسلامی اقدار اور سیدہ کے نقوش سیرت کے فروغ واحیاء کیلئے منہاج القرآن ویمن لیگ شب و روز مصروف عمل ہے۔ اس پر وقار تقریب میں ملک بھر سے آئے ہوئے سکالرز اور شخصیات نے بھی خطاب کیا اور سیدہ کائنات کی شان وعظمت کو بیان کیا۔

ایران: انٹرنیشنل قرآن کانفرنس تہران میں صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کی شرکت

تہران: انٹرنیشنل قرآن کانفرنس کا ایک منظر

اسلامی جمہوری ایران کے دارالحکومت تہران میں منعقدہ 25 ویں سالانہ انٹرنیشنل قرآن کانفرنس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر فرح ناز نے شرکت کی، جہاں لبنان، تیونس، عراق، آذربائیجان، عمان اور پاکستان سے مختلف قرآنی موضوعات پر تحقیق کرنے والی خواتین سکالرز شریک تھیں۔ کانفرنس کا مقصد انفرادی و اجتماعی سطح پر قرآن فہمی کی کاوشوں کو فروغ دینا اور خواتین محققین کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ خانہ فرہنگ اسلامی جمہوری ایران لاہور کے ڈائریکٹر جنرل آغائی اکبر برخورداری نے کانفرنس میں صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کی شرکت کو یقینی بنانے میں خصوصی کاوش کی۔ فرح ناز نے کانفرنس میں 'شیخ الاسلام کی نظر میں قرآنی فلسفہ انقلاب' کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔ انہوں نے کانفرنس کے شرکاء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت کے تعارف پر مبنی کتابچہ اور دہشت گردی کے خلاف آپ کا جاری کردہ مبسوط تاریخی فتویٰ پیش کیا، جسے شرکاء محفل اور امام خمنائی نے بہت سراہا۔ بعد ازاں محترمہ فرح ناز نے منہاج القرآن ویمن لیگ اور انقلابی جدوجہد کو بھی حاضرین محفل کے سامنے متعارف کروایا۔ اس روز کانفرنس کے اختتام پر انہوں نے العالم، سحر، الکوثر ٹی وی چینلز پر Interview Live بھی دیئے۔

21 مئی 2015ء کو صدر ویمن لیگ محترمہ فرح ناز نے دیگر احباب کے ہمراہ انقلاب میوزیم کا وزٹ کیا۔ جو روح پرور منظر پیش کر رہا تھا۔ وہاں انقلاب ایران کی یاد تازہ رکھنے کے لئے یادگار کے طور پر شہید بچوں کی سائیکلوں، Bedroom, Petrol pump, Building, Shops اسی حالت میں محفوظ کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں وہاں ماحول انقلاب کی روح کو بیدار رکھنے کے لئے آہ و پکار کی آوازیں چلائی جاتی ہیں۔ دوران ایران انقلاب موسم کی شدت کو محسوس کرنے کے لئے room Weather بنایا گیا ہے تاکہ شہداء کی قربانیوں اور تکالیف کو محسوس کیا جاسکے۔ جس کے باعث ایرانی عوام اپنی آزادی کی اہمیت ماضی کی تلخ حقیقتوں اور اپنے بزرگوں کی قربانیوں سے سبق سیکھ سکیں۔ میوزیم کے وزٹ کے بعد محترمہ فرح ناز نے وفد کے ہمراہ کانفرنس ہال میں واپس آئیں جہاں قرآن کانفرنس کے Competition کا سلسلہ جاری تھا۔

22 مئی 2015ء کو صدر ویمن لیگ محترمہ فرح ناز National Tv Channels کا وزٹ کیا۔ یہ وزٹ نہایت Informative نوعیت کا تھا۔ ایرانی عوام میں پاکستانی عوام کے ساتھ نہایت محبت کا اظہار نظر آتا ہے جس کی منہ بولتی تصویر سانحہ ماڈل ٹاؤن آپریشن پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کر کے پیش کی جبکہ حکومتی سطح پر خارجہ پالیسی کے حوالے سے حکمران وقت کے ساتھ Negativity کا تاثر پایا جاتا ہے۔

23 مئی 2015ء کو محترمہ فرح ناز نے کانفرنس میں موجود مہمان ساتھیوں کے ہمراہ مشہد روانہ ہوئیں

وہاں کے نمائندگان نے پرتپاک استقبال کیا۔ وہاں پہنچ کر حرم کی زیارت کی۔ جس کی عمارت نہایت ہی خوبصورت، وسیع وعریض ہونے کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کے طرز پر بنی ہوئی ہے۔ جس کو پوری دنیا سے لوگ دیکھنے کے لئے آتے ہیں. مشہد سے رات 1 بجے تہران کے لئے روانہ ہوئیں اور ایک مرتبہ دوبارہ محترمہ فرح ناز کانفرنس ہال میں تشریف لائیں۔ اس روز کانفرنس میں امام خمنائی بھی تشریف لائے۔ وہاں کی انتظامیہ اور کانفرنس کے شرکاء نے نہایت والہانہ انداز سے ان کا استقبال کیا۔ اس دوران ایرانی عوام شہادت کی پٹیاں سر پر باندھے ہوئی تھے۔ امام خمنائی نے قرات وتلاوت نہایت ذوق وشوق سے سماعت فرمائی۔ بعدازاں انہوں نے کانفرنس کے اختتام پر مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انتظامیہ کے بھی پرتکلف انتظام کو سراہا اور مبارکباد پیش کی۔

قبل از پاکستان واپسی محترمہ فرح ناز نے امام خمینی کے گھر اور Life Gallery کا وزٹ کیا جو علاقہ جماران میں واقع ہے۔ وہاں پہنچ کر نہایت سادگی کا احساس ہوا۔ ان کے گھر کی اشیاء کو وزٹر کے لئے یادگار کے طور پر (اصلی حالت میں) محفوظ کرلیا گیا۔ بعدازاں مہمان خانے کا بھی وزٹ کیا جہاں لاکھوں لوگ آ کر ان سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ آج بھی وہاں حکمران وقت سے ملاقات کرنا عوام الناس کے لئے نہایت سہل ہے۔ امام خمنائی قرآن کانفرنس کی خود براہ راست Supervision کر رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرد ان کے ساتھ عقیدت رکھتا ہے بلکہ وہ ان کے حکم پر جان کا نذرانہ دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

عوامی تحریک کی خواتین کی طرف سے وزیراعلیٰ اور آئی جی کیلئے چوڑیوں کے تمغوں کا اعلان

گذشتہ ماہ پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی طرف سے لبرٹی چوک میں شہدائے ماڈل ٹاؤن تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضٰی کی یاد میں شمعیں روشن کی گئیں۔ اس موقع پر خواتین رہنماؤں کی طرف سے 17 جون کو ماڈل ٹاؤن میں خواتین کے منہ پر گولیاں مار کر انہیں شہید کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر قانون رانا ثناء اللہ، آئی جی پنجاب، ڈی آئی جی آپریشن اور ماڈل ٹاؤن آپریشن میں حصہ لینے والی پولیس نفری کیلئے چوڑیوں کا انعام دیا گیا۔ خواتین نے قاتل حکومت نہ منظور، انصاف دو یا مار دو کے فلک شگاف نعرے لگائے۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی صدر فرح ناز نے کہا کہ کوئی مرد کا بچہ نہتی خواتین پر ڈنڈا یا بندوق نہیں اٹھاتا، نہتی خواتین پر تشدد کرنے والے اور ان پر گولیاں برسانے والے چوڑیوں کے تمغوں کے مستحق ہیں۔

لبرٹی چوک پر شمعیں روشن کرنے کی تقریب میں تحریک انصاف کی طرف سے وفد کی قیادت لاہور کی صدر ڈاکٹر زرقا، ڈاکٹر سیمی بخاری نے کی، ق لیگ کی طرف سے ایم پی اے خدیجہ عمر فاروقی، ماجدہ زیدی، تمکین آفتاب اور ماہ رخ جمشید نے شرکت کی جبکہ اس موقع پر ڈاکٹر شہناز لغاری بھی شریک ہوئیں اور 17 جون سانحہ ماڈل ٹاؤن میں حکومتی دہشت گردی اور پولیس گردی کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔

فرح ناز نے ایک مشترکہ اعلامیہ پڑھتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی بہنوں تنزیلہ امجد شہید اور شازیہ مرتضٰی

شہید سے بھرپور اظہار یکجہتی کرتی ہیں اور ان کے قاتلوں کو تختہ دار پر لٹکانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مرکزی کردار اور انصاف کے راستے کی دیوار وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر قانون رانا ثناء اللہ فی الفور استعفیٰ دیں اور عدالت کی کلین چٹ تک اپنے عہدوں سے علیحدہ رہیں اور سید باقر نجفی کے جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ شائع کی جائے۔ اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا کہ جعلی جے آئی ٹی کی رپورٹ واپس لی جائے اور اگر حکمرانوں کو اپنی بے گناہی کا دعویٰ ہے تو پھر شہداء کی تائید سے غیر جانبدار جے آئی ٹی قائم کی جائے۔

مرکزی ناظمہ طاہرہ خان، ناظمہ تنظیمات سدرہ کرامت، ناظمہ دعوت گلشن ارشاد، ناظمہ تربیت عائشہ مبشر، صدر ایم ایس ایم سسٹرز انم ریاض، عطیہ بنین، ام کلثوم قمر، نائب ناظمہ دعوت سعدیہ حفیظ اور سکول کوآرڈینیٹر ایمن یوسف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعلیٰ جو درحقیقت قاتل اعلیٰ ہیں نے 17 جون 2014ء کی شام پوری قوم کے روبرو یہ اعلان کیا تھا کہ اگر جوڈیشل کمیشن کی تحقیقات میں میری طرف اشارہ بھی ہوا تو عہدے سے الگ ہو جاؤنگا۔ جوڈیشل کمیشن نے اشارہ نہیں بلکہ پورے کا پورا ہاتھ وزیراعلیٰ کی طرف کر دیا لہٰذا ان کا استعفیٰ دینا اخلاقی نہیں قانونی تقاضا بھی ہے۔

شمعیں روشن کرنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ق لیگ کی ایم پی اے خدیجہ عمر فاروقی نے کہا کہ ایک سال سے ماڈل ٹاؤن کے مظلوموں کو انصاف نہیں ملا، یہ ظلم کی حکومت اب مزید نہیں چل سکتی، پاکستان مسلم لیگ کی قیادت اس ظلم کے خلاف عوامی تحریک کے ہر کارکن کے ساتھ ہے۔

تحریک انصاف کی رہنماء ڈاکٹر سیمی بخاری نے کہا کہ جمہوریت کا موجودہ گلو ماڈل زیادہ دیر نہیں چلے گا، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو انصاف ضرور ملے گا۔ سینکڑوں خواتین نے لبرٹی چوک پر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ احتجاجی مظاہرہ میں شہدا کی فیملیز اور بچے بھی شریک تھے۔

پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ کے زیراہتمام تین روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ کا انعقاد

رپورٹ: عائشہ شبیر

گذشتہ ماہ پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ کے زیراہتمام سہ روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں سو کے قریب لاہور کی کارکنان بھی شامل تھیں۔ کیمپ میں خواتین کارکنان سے سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی گفتگو بھی کی۔ پاکستان عوامی تحریک کی کارکنان نے اپنے قائدین کی قیادت میں اس سال بھرپور طریقے سے شہر اعتکاف سجانے کا عہد کیا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری امسال شہر اعتکاف میں بنفس نفیس شرکت کریں گے اور حسب سابق خطابات کا سلسلہ بھی ہوگا۔ کیمپ میں پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی صدر ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے خصوصی لیکچرز بھی دیئے۔ اس کیمپ میں مرکزی ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض نے بھی کارکنان سے خصوصی گفتگو کی۔ ان کے علاوہ مرکزی ناظم تربیت محترم غلام مرتضیٰ علوی، مرکزی صدر

پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ محترمہ فرح ناز، ناظمہ محترم طاہرہ خان اور دیگر قائدات محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ ام کلثوم قمر، محترمہ انعم ریاض نے بھی کارکنان سے مختلف موضوعات پر گفتگو کی۔ کارکنان سے سوال و جواب کا سیشن بھی رکھا گیا۔ ملک بھر سے آئی کارکنان نے انقلاب کی منزل کے حصول تک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کی قیادت میں جدوجہد جاری رکھنے کا عہد کیا۔ اس موقع پر محترمہ فرح ناز نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا پہلے دن سے نعرہ ہے کہ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور عوام لائیں گے۔ کرپٹ سیاستدانوں نے دھرنے کے دوران جس طرح کارکنان کا کریک ڈاؤن کرکے رکاوٹیں لگا کر عوام الناس کو دھرنے میں شامل ہونے اور سڑکوں پر آنے سے روکا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ میڈیا کی آنکھ نے پوری دنیا کو حقائق دکھائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے حکمت عملی بدلی ہے، منزل نہیں۔ ہماری جدوجہد انقلاب کے حصول تک جاری رہے گی۔

محدث ہزارویؒ حویلیاں شریف کے سالانہ عرس میں تحریک کی نمائندگی

گذشتہ ماہ حویلیاں شریف ضلع ایبٹ آباد میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم بزرگ محدثِ ہزارویؒ کا سالانہ عرس مبارک ہوا۔ جس میں خواتین وحضرات کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ آستانہ عالیہ محدث ہزارویؒ کے سجادہ نشین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محی الدین محبوب قادری کی خصوصی دعوت پر مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ منہاج القرآن صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری نے عرس مبارک میں شرکت کی اور خصوصی خطاب کیا۔ انہوں نے سجادہ نشین کو شہدائے ماڈل ٹاؤن کی سالانہ برسی کی تقریب میں شرکت کی دعوت بھی دی اور تحریک کے عظیم مشن کا پیغام پہنچایا۔ سجادہ نشین نے تحریک کی نمائندگی پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے کہا کہ وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے حرمین شریفین جارہے ہیں جہاں سے واپسی پر رمضان المبارک میں لاہور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے ملاقات کریں گے۔

سجادہ نشین آستانیہ عالیہ اُچ شریف پیر سید نفیس الحسن بخاری کی اہلیہ محترمہ کا انتقال

گذشتہ ماہ آستانہ عالیہ اُچ شریف کے سجادہ نشین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ سید نفیس الحسن بخاری کی اہلیہ محترمہ بقضائے الٰہی انتقال کرگئیں۔ بعد ازاں علم ہونے پر مرکزی امیر تحریک حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی کی خصوصی ہدایت پر منہاج القرآن علماء کونسل کے اعلیٰ سطحی وفد نے مرحومہ کی رسم قل کی تقریب میں خصوصی شرکت کی اور سجادہ نشین اور ان کے صاحبزادگان کے ساتھ اظہار تعزیت کیا۔ وفد میں مرکزی ناظم علماء کونسل علامہ سید فرحت حسین شاہ اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری شامل تھے۔ انہوں نے اس موقع پر خصوصی خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور قائدین تحریک کی طرف سے گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا۔ بعد ازاں مرکزی امیر تحریک صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے بھی بذریعہ فون موصوف سے اظہار تعزیت کیا۔

ہمارا عزم، ہمارا کام
تعلیم، صحت، فلاح عام

آپ کی
زکوٰۃ
غریبوں اور محتاجوں کی زندگی بدل سکتی ہے

MWF

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے جاری منصوبہ جات

- آغوش (Orphan Care Home)
- اجتماعی شادیاں (989)
- 45 شہروں میں ایمبولینس سروس
- فراہمی آب کے منصوبہ جات
- بیت المال کے ذریعے غریبوں کی مالی امداد
- متاثرین تھرپارکر کی بحالی

منہاج کالج برائے خواتین (خانیوال) کی تعمیر

آیئے اس کارِ خیر میں حصّہ ڈالیے
آپ اپنی زکوٰۃ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے
فریڈم اکاؤنٹ نمبر 01977900163103 حبیب بینک لمیٹڈ (فیصل ٹاؤن برانچ، لاہور)
میں بذریعہ آن لائن، چیک یا ڈرافٹ جمع کرا سکتے ہیں۔

رابطہ: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن 366۔ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 0092-42-35168365 فیکس: 0092-42-35168184 e-mail:info@welfare.org.pk www.welfare.org.pk

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45